قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعرات 09 جون 2022ء | 09 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 09 احسان 1401 ہجری شمسی | جلد 4 | شمارہ 113

ارشادِ باری تعالیٰ

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا

(الطلاق:11-12)

ترجمہ: اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے۔ ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اُسے (ایسی) جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں۔ اس کے لئے (جو نیک اعمال بجالاتا ہے) اللہ نے یقیناً بہت اچھا رزق بنایا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

خَرَجَ (النبی ﷺ) إلى الصَّلاةِ فصَلَّى، فجَعَلَ يقولُ في صَلاتِهِ، أوْ في سُجُودِهِ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ في قَلْبِي نُورًا، وفي سَمْعِي نُورًا، وفي بَصَرِي نُورًا، وعَنْ يَمِينِي نُورًا، وعَنْ شِمالِي نُورًا، وأَمامِي نُورًا، وخَلْفِي نُورًا، وفَوْقِي نُورًا، وتَحْتِي نُورًا، واجْعَلْ لِي نُورًا، أوْ قالَ: واجْعَلْنِي نُورًا

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ)

آنحضور ﷺ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے، اور نماز ادا کی، آپ نماز میں یا سجدے میں یہ دعا کرنے لگے: اے میرے اللہ! میرے دل میں نور کر دے، میری سماعت میں نور کر دے، میری بصارت میں نور کر دے، میرے دائیں نور کر دے، میرے بائیں نور کر دے، میرے سامنے نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، اور میرے لئے نور ہی نور کر دے۔ یا فرمایا: اور مجھے سراپا نور ہی بنا دے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اس بات کی طرف راہنمائی کرنے کے لئے کہ اپنے مقصد پیدائش کو کس طرح پہچاننا ہے اور اس کی عبادت کے طریق کس طرح بجالانے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا رہا ہے جو اپنی قوموں کو اس عبادت کے طریق اور مقصد پیدائش کے حصول کے لئے راہنمائی کرتے رہے اور پھر جب انسان ہر قسم کے پیغام کو سمجھنے کے قابل ہو گیا اس کی ذہنی جلا اس معیار تک پہنچ گئی جب وہ عبادات کے بھی اعلیٰ معیاروں کو سمجھنے لگا اور اس نے دنیاوی عقل و فراست میں بھی ترقی کی نئی راہیں طے کرنی شروع کر دیں۔ آپس کے میل جول اور معاشرت میں بھی وسعت پیدا ہونی شروع ہو گئی تو انسان کامل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس آخری شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھیجا جس نے پھر اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر یہ اعلان کیا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4) کہ آج میں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں اور احسان کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔ اور اس قرآن میں جس کے لئے دین کو مکمل کیا اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے طریقے بتائے۔...

(خطبہ جمعہ 15 جنوری 2010ء بحوالہ الاسلام)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

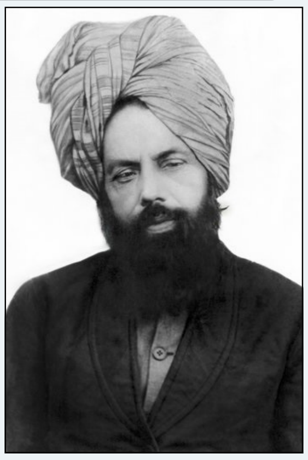

حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (الانفال:30) وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (الحدید:29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا تمہاری عقل میں بھی نور ہو گا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہو گا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہو گا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔

اب اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تقویٰ سے جاہلیت ہرگز جمع نہیں ہو سکتی ہاں فہم اور ادراک حسب مراتب تقویٰ کم و بیش ہو سکتا ہے۔ اسی مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جن کو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے کہ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی، ان کے حواس نہایت باریک بین ہو جاتے ہیں اور معارف اور دقائق کے پاک چشمے ان پر کھولے جاتے ہیں اور فیض سائغ ربانی ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری ہو جاتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177-179)

اس شمارہ میں

- قومی نظم (منظوم)
- وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا
- حضرت بابو وزیر خانؓ۔ بلب گڑھ (انڈیا) کا تعارف
- خدمت دین کی اہمیت و فضیلت
- This Week with Huzoor
- الوداعیہ مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ و اہلیہ محترمہ
- برکینا فاسو میں رمضان المبارک اور عید الفطر کے اجتماعات
- آؤ! اُردو سیکھیں

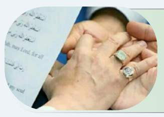

دربارِ خلافت

یہ وہ مقام ہے جوہمیں اعتقادی اور عملی طور پر حاصل کرنا ہے...

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ عنوان بالا کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

’’واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔‘‘ اسلام یہ ہے۔ یہ چار چیزیں ہیں کہ کسی چیز کی قیمت پیشگی کے طور پر دی جائے، کسی کو اپنا کام سپرد کیا جائے، صلح کے لئے کوشش کی جائے اور ہر قسم کے جھگڑے والی باتوں کو چھوڑ دیا جائے اور فرمایا کہ ’’اور اصطلاحی معنے اسلام کے وہ ہیں جو اِس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ:113) یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہوجاوے۔‘‘ فرمایا ’’اعتقادی طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور عملی طور پر اس طرح سے کہ خالصاً لِلّٰہی حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوّت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجالاوے۔ مگر ایسے ذوق و شوق وحضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبودِ حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 57-58)

پس یہ وہ مقام ہے جوہمیں اعتقادی اور عملی طور پر حاصل کرنا ہے۔ اگر ہماری اپنی اصلاح ہے، اگر ہم اپنے ایمان میں مضبوط ہیں، اگر ہم اپنے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ یہ خدا کی رضا کے مطابق ہیں یا نہیں اور اُنہیں خدا کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں، دعاؤں پر زور دے رہے ہیں تو پھر دنیا داروں کے دنیاوی قانون یا قانون کی آڑ میں ظلم ہمیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے یا ظاہری طور پر شاید دنیاوی لحاظ سے نقصان پہنچا دیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم مقبول ہوں گے۔

قرآنِ کریم نے ان ظلم کرنے والوں کی مثالیں دے کر پہلے ہی ہمارے دلوں کو مضبوط فرما دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں میں ساحر تھے یا بن کے جو آئے تھے اور پھر قائل ہو گئے، انہوں نے یہی جواب دیا تھا کہ فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ (طٰہٰ:73) کہ پس تیرا جو زور لگتا ہے لگا لے۔ اِنَّمَا تَقۡضِيۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا (طٰہٰ:73) تو صرف اس دنیا کی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرسکتا ہے اسے ختم کرسکتا ہے۔ پس اگر کوئی بھی حکومت ظلم کرنا چاہتی ہے تو اُن کے سامنے مومنوں کا انجام بھی ہے اور فرعونوں کا انجام بھی ہے۔ آخری فتح ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومنوں کی ہی ہوتی ہے اور یہاں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہو گی۔

پس ہم نے تو اس ایمان کا مظاہرہ کرنا ہے جو دنیا والوں سے خوف کھانے والا نہ ہو بلکہ اگر کوئی خوف اور غم ہو تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو کس طرح حاصل کرنا ہے، اُس کے قرب کو کس طرح حاصل کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان اور مسلمان ہونے کی اعلان کرنے والے اور نیک اعمال بجالانے والوں کے جس معیار کا ذکر فرمایا ہے، وہ سورۃ نساء کی اس آیت میں ہے کہ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا (النساء:126) اور دین میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کر دے۔ اور وہ احسان کرنے والا ہو اور اُس نے ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو۔ اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا تھا۔ پس ابراہیم کی ملّت کی پیروی کی ضرورت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا دوست بننا ہے۔ ملّت کے مختلف معنی ہیں۔ ایک معنی طریق اور راستے کے بھی ہیں۔ اس کے معنی مذہب کے بھی ہیں۔ (اقرب الموارد زیر مادہ ’’ملل‘‘) اور اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وَاِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِيۡ وَفّٰۤى (النجم:38)

(خطبہ جمعہ 14/ جون 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

قومی نظم

منشی عبدالقدیر حیرت (بکنگ کلرک ریلوے اسٹیشن بھٹنڈہ)

زمانہ اے نبی! مشکور ہے تیری عنایت کا
دیا تو نے سبق مخلوق کو خالق کی وحدت کا
تری خلقت سے پہلے یہ عرب والوں کی تھی حالت
کہ ہر سو بج رہا تھا خوب نقّارہ جہالت کا
پرستش کے لئے پتھر کے بُت گھر گھر میں رکھے تھے
اندھیرا تھا وہاں چاروں طرف کفر و ضلالت کا
لڑائی ان میں چھڑتی تھی اگر بھیڑیں چرانے پر
تو ہو جاتی تھی وہ باعث قبیلوں کی شراکت کا
ذرا سی بات پر چھڑتی تو برسوں طول کھنچتا تھا
یہاں تک نمبر آتا تھا ہزاروں کی ہلاکت کا
بُرے مانے گئے جو کام وہ سب اُن میں جاری تھے
خیال آتا نہ تھا دل میں کبھی ہرگز صداقت کا
یکایک اے محمدؐ! ہو گئی کایا پلٹ ساری
ستارہ جس گھڑی روشن ہوا تیری نبوت کا
سکھائے سب طریقے تو نے تہذیب و تمدن کے
ہوا اقبال تازہ تر جہاں میں تیری اُمت کا
طبیعی و ریاضی و ادب کے بن گئے مالک
مسلمانوں میں تھا گویا خزانہ علم و حکمت کا
نبات و کیمیا و علم اسطرلاب اور طب میں
زمانہ تھا مقر اُن کی لیاقت اور فضیلت کا
مہذب ہیں جو قومیں اب۔ انہیں کچھ بھی نہ آتا تھا
دیا پھیلا سبق اہل عرب نے علم و حکمت کا
ہزار افسوس وہ حکمت کے جوہر اب نہیں ہم میں
مسلمانوں میں حیرتؔ! دور دورہ ہے جہالت کا
مدد اے احمد مرسلؐ کہ اب وقتِ دعا آیا
حوادث سے نہ ہو اک بال بیکا تیری اُمت کا

(الحکم 31 مارچ 1904ء صفحہ 9)

اداریہ

وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا

قسط اوّل

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں
وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا
کچھ نہیں ہو گا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہو گا

پھل، شاخ اور باغبان (مالی) کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ گو بعض پھل خود بخود ہی زمین پر گر جاتے ہیں اور باغبان اُن سے مالی اور جسمانی فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن ایسے پھلوں میں کوئی نہ کوئی کمی رہ گئی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اپنے وقت سے پہلے ہی شاخ سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یا آندھی اور بارش یا کسی آسمانی و زمینی آفت سے زمین پر آ گرتے ہیں۔ گو ایسے پھل بعض اوقات صحیح بھی ہوں مگر زمین پر آ گرنے سے وہ داغی ضرور ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ترش بھی ہوتے ہیں۔ یا آج کل باغبان زیادہ کمائی کے لئے کچا پھل اُتار کر پیل ڈال لیتا ہے اور بدمزہ اور مہلک دوائیوں سے رچا بسا پھل مارکیٹ میں آ جاتا ہے۔

مگر اصل، مزیدار، تندرست اور صحت مند پھل وہی ہے جو شاخ پر پکنے کے بعد مالی وقت پر اسے اُتارتا ہے، اِسے دھوتا اور بعض پھلوں پر ہلکا سا سرسوں کا تیل ملا کر دھو کر چمکا کر مارکیٹ میں لاتا ہے جو دیکھنے والوں کو بھلا اور خوبصورت لگتا ہے اور انسان کھاتے وقت بھی اس کی لذت شیرینی سے محظوظ ہو رہا ہوتا ہے مختلف قسموں کے پھل باغوں سے اُتارنے کے مختلف طریق ہیں۔ ہم دنیا بھر میں دیکھتے ہیں کہ بعض جگہوں پر عورتوں نے اپنے پیچھے کپڑے کا تھیلا بنا رکھا ہوتا ہے جس میں وہ پھل توڑ توڑ کر ڈالتی جاتی ہیں۔ بعضوں نے سروں پر ٹوکرے رکھے ہوتے ہیں بعض درخت پر چڑھ کر کٹر (Cutter) سے پھل توڑتے ہیں۔ بعض درختوں سے سیڑھی لگا کر پھل توڑا جاتا ہے۔ بعض ممالک میں چھوٹی اشیاء سے پھل کو بہت پیار سے اُتارا جاتا ہے اور ہم بچپن میں اپنے ملک میں کینو اور اس کی نسل سے تعلق رکھنے والے پھلوں کو درختوں کے نیچے چاروں کونوں سے چادر پکڑ کر توڑ کر گراتے ہوئے دیکھتے تھے۔ لیکن ان تمام عوامل میں یہ بات مشترک ہے کہ پھل ہماری خواہش سے زمین پر نہیں گرتے بلکہ شاخ کو ہر صورت خواہ تھوڑا یا زیادہ ہلانا پڑتا ہے۔

اگر اس مادی مضمون کو روحانی مضمون پر لاگو کریں تو ایک بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز مضمون سامنے آتا ہے اس پر جتنا بھی غور کریں نت نئے نکات انسان کے ذہن میں ابھرتے اور از دیاد ایمان کا باعث بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی دو اہم صفات الرحیم اور الرحمٰن کا ذکر قرآن و احادیث میں ملتا ہے۔ صفت الرحمٰن کے تحت اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضروریات کے مطابق اس کے جینے کے لئے بعض نعماء جیسے پانی، ہوا، زمین و آسمان بغیر مانگے مہیا کر دیں۔ لیکن بعض ضروریات کے حوالے سے یہ ہدایت دی گئی کہ الرحمان صفت کے دروازے کو کھٹکاؤ تا تمہاری دعاؤں سے یہ دروازہ تم پر کھولا جائے۔ ہم بالعموم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنے خالق کی طرف جھکتا نہیں۔ اس کو سجدہ نہیں کرتا۔ اس سے دعائیں نہیں مانگتا۔ وقت کی شاخ کو ہلاتا نہیں اور بہت بڑے بڑے پھلوں کے حصول کی توقع رکھتا ہے۔ پھر اسی وقت کی شاخ کے ذیل میں فرض اور نفلی عبادات آ جاتی ہیں۔ تہجد، دعائیں، تلاوت قرآن پاک آ جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا باعث بنتے ہیں۔

اسی روحانی مضمون کو آج کے دور کے حوالہ سے دیکھیں تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ کے طور پر وقت کے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ موجود ہیں۔ یہی آج کے دور کے وقت کی شاخ ہے، وقت کی آواز ہے۔ اگر ہم روحانی انعامات اور افضال سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں تو لازماً اس وقت کی شاخ سے اپنا اور اپنی اولاد بلکہ نسل کا مضبوط تعلق باندھنا ہو گا۔ اسی مضبوط کڑے کو پکڑ کر ہم ہر وہ پھل حاصل کر سکتے ہیں جن کی ہم خواہش رکھتے ہیں۔ اس مبارک خلافت کے طفیل یا وقت کی اس مبارک شان کے طفیل ہمیں MTA کا ایک پھل ملا ہے۔ اس شاخ کو مضبوط رکھنے کے لئے ہمیں ایم ٹی اے کے ساتھ تعلق جوڑنا ہو گا۔ ہر جمعہ کو آپ کا خطبہ سُن کر اسے اپنی زندگیوں میں اُتارنا ہو گا تا کہ اس شان سے مضبوط تعلق رکھ کر جہاں ہم سرسبز و شاداب رہیں اور پھل حاصل کرتے رہیں وہاں اس تعلق کی وساطت سے جڑ سے تعلق مضبوط کر سکیں۔ جو دراصل اسلام کی جڑ ہے۔ جو دراصل قرآن کی جڑ ہے جو دراصل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جڑ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جایا کرتی ہے‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

شاعر کے اس لاجواب قطعہ کے دوسرے شعر پر ان شاء اللہ آئندہ قلم اٹھایا جائے گا۔

(ابو سعید)

بقیہ: حضرت بابو وزیر خان ؓ ...... از صفحہ 4

کمرے میں کھانا کھا رہے تھے کہ کھانے کے وقت قیمہ بھرے ہوئے کریلے آئے۔ حضرت صاحب نے ایک ایک کر کے تقسیم کر دیے، دو رہ گئے اور مجھے کوئی نہیں دیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے تو نہیں دیا۔ حضرت صاحب نے معاً دونوں کریلے اٹھا کر میرے آگے رکھ دیے۔ مَیں نے عرض کی حضور بھی لے لیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 صفحہ 362-363)

حضرت اقدس علیہ السلام کی کون سی ادا پیاری لگی؟ کے سوال پر آپ فرماتے ہیں: ’’حضور کا چہرہ اس قدر خوبصورت تھا کہ یہ خوبصورتی مَیں نے کسی انسان میں نہ دیکھی۔ حضور جب کلام کرتے تھے تو چاند کی طرح چمکتا ہوا چہرہ نظر آتا تھا۔ آج تک حضور کے پیارے چہرے کی یاد میرے دل میں دلنشین ہے اور میں اس منہ کی دید کا بھوکا ہوں۔‘‘

(الحکم 21/28 مئی 1935ء صفحہ 24)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں ’’کتاب البریہ‘‘ اور ’’تحفہ قیصریہ‘‘ میں درج شدہ اپنے صحابہ کی دو مختلف فہرستوں میں آپ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔

آپ کی یہی خواہش تھی کہ ہجرت کر کے قادیان آ جائیں بالآخر ستمبر 1912ء میں اپنی یہ خواہش پوری کرتے ہوئے مستقل طور پر قادیان آ گئے، آپ کی ہجرت کی خبر اخبار بدر میں یوں درج ہے: ’’برادر وزیر خان صاحب احمدی اوورسیر وسط ہند سے تعلق ملازمت قطع کر کے قادیان آ گئے ہیں۔‘‘ (بدر 19/ ستمبر 1912ء صفحہ 2) اس کے بعد آپ تا وفات قادیان میں رہے۔ آپ نے 26/ فروری 1941ء کو بعمر 74 سال قادیان میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 5655) ہونے کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیے گئے، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا: ’’نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ بابو وزیر خان صاحب اوورسیر جو حضرت مسیح موعودؑ کے نہایت قدیم صحابہ میں سے تھے، آج وفات پا گئے ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ عصر کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندی درجات کے لیے دعا کریں۔‘‘

(الفضل 28/ فروری 1941ء صفحہ 2)

آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی شادی منی پور میں ہی 1896ء میں کی، یہ بیوی ہندوؤں سے مسلمان ہوئی تھیں اور اسلامی نام ظہور النساء رکھا گیا، یہ نکاح حضرت مولوی غلام امام عزیز الواعظین ؓ نے پڑھایا تھا حضرت ظہور النساء بیگم صاحبہ شادی کے بعد پہلے بلب گڑھ اور پھر قادیان میں رہیں اور حضرت اقدسؑ کے گھر میں خدمت کی بھی توفیق پائی، انہوں نے 18/ جولائی 1913ء کو بعمر 33 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ اس بیوی سے آپ کا ایک بیٹا مسمّی عبدالحیٔ تھا جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 صفحہ 358) اس کے بعد آپ کی دوسری شادی محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت حضرت صوفی نبی بخش رضی اللہ عنہ یکے از 313 صحابہ سے ہوئی۔ (الفضل 29/ اگست 1916ء صفحہ 1) محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ 1902ء میں پیدا ہوئیں اور 23/ ستمبر 1974ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ اس بیوی سے آپ کے 9 بچے تھے جن میں سے پانچ کم عمری میں ہی وفات پا گئے، باقی چار میں امۃ المنان صاحبہ، محمد سعید خان غوری صاحب، امۃ الکریم خانم رحمان صاحبہ اور محمد رشید خان غوری صاحب تھے۔ محترمہ امۃ الکریم خانم رحمان صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم آف یوکے نے 16/ نومبر 2021ء کو بعمر 86 سال وفات پائی، آپ جماعت کے معروف شاعر محترم جمیل الرحمان صاحب کی والدہ تھیں۔

(نوٹ: آپ کی تصویر محترم جمیل الرحمان صاحب نے مہیا کی ہے، فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت بابو وزیر خانؓ۔ بلب گڑھ (انڈیا)

حضرت بابو عبدالرؤف عرف وزیر خان رضی اللہ عنہ ولد میاں لال محمد خان صاحب قوم افغان غوری اصل میں بلب گڑھ ضلع ہریانہ (اُس زمانے میں بلب گڑھ ضلع دہلی میں تھا) کے رہنے والے تھے۔ آپ 21/ مئی 1867ء بروز منگل بلب گڑھ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ناگہ ہل علاقہ منی پور ریاست آسام (اب ناگالینڈ، منی پور اور آسام تینوں الگ الگ ریاستیں ہیں) میں بسلسلہ ملازمت سب اوورسیئر متعین ہوئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام سے تعارف شروع میں ہی تھا جبکہ ہمارے ایک استاد حافظ امیر علی صاحب مرحوم کے پاس حضور کے الہامات کے اشتہار جایا کرتے تھے، انہی دنوں میں لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ لکھی تھی اور بہت بحث مباحثے ہماری بستی میں ہوتے تھے، اس لحاظ سے بھی حضرت صاحب سے شناسائی تھی۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 11 صفحہ 181) جب آپ منی پور اور آسام کے علاقے میں گئے تو وہاں آپ کی ملاقات حضرت سردار خان صاحب (بیعت: 26/ اپریل 1892ء بذریعہ خط) سے ہوئی جن سے آپ کو احمدیت کا مزید تعارف ہوا اور پھر وہیں ایک اور بزرگ حضرت مولوی غلام امام عزیز الواعظین رضی اللہ عنہ یکے از 313 صحابہ (وفات: 12/ اکتوبر 1931ء) کی معرفت اپنی بیعت کا خط لکھ دیا، آپ نے 24/ اگست 1892ء کو بذریعہ خط بیعت کی اور اس سے اگلے سال 1893ء میں قادیان حاضر ہو کر حضرت اقدسؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 647)

قادیان میں پہلی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں: ’’پہلی دفعہ جو حضرت صاحب کی زیارت ہوئی تو مسجد مبارک کے ساتھ کے چھوٹے کمرہ میں وضو کر رہا تھا کہ حضرت اقدس اندر سے تشریف لائے۔ جونہی حضور کا چہرہ دیکھا تو عقل حیران ہوگئی اور خدا کے سچے بندوں کی سی حالت دیکھ کر بے خود ہوگیا۔ جمعہ کے دن میں کچھ ایسی حالت میں تھا کہ حضرت صاحب کے نزدیک کھڑے ہو کر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی۔ اس وقت حضرت صاحب کی ایک توجہ ہوئی اس کے بعد میں بہت سخت رویا۔ نماز میں بھی اور نماز سے پہلے بھی۔ صوفیا کے مذہب میں یہ ’’غسل‘‘ کہلاتا ہے۔ عصر کے وقت جب حضور سے پھر ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ کیا حال ہے میں نے عرض کیا حضور اب اچھا ہوگیا ہوں۔ پہلے وقت جب ہم قادیان آئے تو اس وقت کوئی لنگر خانہ نہیں تھا۔ حضرت صاحب کے گھر سے روٹی اور اچار آیا وہ کھایا۔ اس وقت وہ کمرہ جس میں آجکل موٹر ہے اس میں پریس تھا مہمان بھی وہیں ٹھہر جاتے تھے۔ میں وہیں ٹھہرا تھا۔ بعض وقت حضرت صاحب کسی فرمے کی تصحیح کے واسطے تشریف لاتے تھے تو بعض آدمی منجیوں پر بیٹھے ہوتے تھے حضور ان کو فرماتے کہ بالکل نیچے نہ اترو۔ اس کے بعد میں چلا گیا۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد آیا تو یہاں ایک شخص سیٹھ موسیٰ عثمان گجرات کے علاقہ کے جو پہلے منی پور میں ہماری جماعت کے دوست تھے۔ یعنی ہم تین آدمی تھے۔ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین۔ سیٹھ موسیٰ عثمان اور خاکسار وزیر خان۔ وہی شخص مجھے یہاں مل گئے اور میں ان کے ہمراہ پھر منی پور چلا گیا۔ میں اصل میں رہنے والا بلب گڑھ ضلع دہلی کا ہوں۔ اور ایک استاد حافظ امیر علی صاحب مرحوم کے پاس حضور کے الہامات کے اشتہار پہلے سے جایا کرتے تھے کسی نے مجھ سے کہا۔ کہ مرزا صاحب کو الہام ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ خدا کی دین ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے قبول کر لے۔ انہی دنوں میں لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اور آریہ لوگ ہماری بستی میں تھے۔ بہت بحث مباحثے ہوتے تھے۔ اس لحاظ سے بھی حضرت صاحب کی شناسائی تھی اور ان کے اعتراضات نعوذ باللہ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى وغیرہ آنحضرت ﷺ کی بابت تھے۔ ان کا جواب حضرت صاحب نے اس زمانہ میں دیا تھا کہ ضال کے معنے گمراہ کے نہیں ہیں بلکہ عاشق لوجہ اللہ کے ہیں۔ ان سے اور بھی شوق پیدا ہوا۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 11 صفحہ 179-180)

آپ کی بیان کردہ روایات رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 میں محفوظ ہیں جس میں آپ کا حضور علیہ السلام کی زیارت کرنا، قبولیت دعا کے واقعات، تبلیغی واقعات وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کے بعد پھر بڑھ چڑھ کر دعوت الی اللہ میں حصہ لینے لگے، اس ضمن میں آپ بیان کرتے ہیں:

’’جس وقت ہم موسیٰ سیٹھ کے ساتھ منی پور جا رہے تھے رستہ مَیں سل چڑھ کچھار (Silchar Cachar۔ ناقل) کی مسجد میں جمعہ پڑھا اور بعد میں مَیں نے لوگوں سے عرض کی کہ مَیں نے کچھ کہنا ہے۔ پھر مَیں نے کہا کہ جو مہدی اور مسیح آنے والا تھا وہ آ گیا ہے جس کا جی چاہے وہ ہم سے باتیں کر لیں۔ اس پر انہوں نے کہا پرسوں ہم آپ سے باتیں کریں گے۔ اتوار کے دن بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ موسیٰ سیٹھ مجھ سے کچھ دور فاصلہ پر بیٹھے ہوئے نماز پڑھتے رہے اور مَیں گفتگو کرتا رہا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ میرے مارنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں تو اُٹھ کر میرے پاس آئے اور کہا کہ میاں جو کچھ تم نے کہنا تھا وہ کہہ لیا اب چلو اٹھو، بس پھر مَیں ان کے ساتھ اُٹھ کر چل پڑا اور جائے قیام پر آ گیا پھر وہاں سے ان کے ساتھ منی پور آ گیا تھا.... اسی زمانے میں حافظ شریف شاہ جو حافظ فتح شاہ کا چھوٹا بھائی تھا جو انگہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے ہیں اور فتح شاہ کو فوج والوں نے لڑائی کے دوران میں کوئی سفارش کرا کر وہاں جاگیر دلا دی تھی اور انہوں نے ایک مسجد بنا رکھی تھی اس میں نماز پڑھا کرتے تھے جس وقت مجھے حکم ملا کہ فتح شاہ کی زمین کی پیمائش کر آؤ.... جب ہم وہاں سے واپس آئے ایک حافظ مولوی جمعہ کچھار کے رہنے والے اس مسجد میں آئے اور نماز پڑھائی اور بہت زور سے اللہ اکبر کہتے رہے اور ہم لوگوں کے ساتھ بڑا جھگڑا کیا۔ آخر کو ہم سب نے دعا کی اور وہ جاتے ہوئے ریاست کے حکام کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 صفحہ 361)

اپنی روایات میں حضور علیہ السلام کی قبولیت دعا کے ضمن میں آپ بیان کرتے ہیں: ’’مَیں کسی وجہ سے نہ معلوم ناراضگی یا ظہور النساء کی خواہش کے مطابق اس کو لے کر اس کے وطن منی پور پہنچانے کے واسطے روانہ ہوا۔ اتفاقاً یہ وہ دن تھا جس وقت پہلے سٹرائیک ہوئی ہے۔ جس گاڑی

میں ہم سوار تھے وہ دیر سے کوئل جنکشن پہنچی اور کلکتہ کی ڈاک تیار تھی۔ مَیں نے ظہور النساء کو مع سامان کے جلدی سے ریل میں سوار کرا دیا اور جب مَیں چڑھنے لگا تو لوگوں نے دھکا دے کر نیچے اتار دیا اور گاڑی چلی گئی۔ کتنے ہی دن تک مَیں روز کوئل میں ہر ایک گاڑی دیکھتا تھا کہ کہیں سے واپس آئے۔ یہ واقعات مَیں نے حضرت صاحب کو لکھ کر تمام حالات درج کر کے بھیج دیے۔ نہ مجھے معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں اور نہ وہ جانتی تھی کہ مَیں کدھر رہ گیا۔ پھر ایک ہفتہ یا اسی کے قریب گزرا کہ اس نے یعنی ظہور النساء نے ایک خط میرے مکان پر دہلی میرے بہنوئی کے پاس لکھا اور اپنا تمام پتہ لکھ دیا کیونکہ وہ جس روز مجھ سے علیحدہ ہو کر گئی، سیدھی کلکتہ چلی گئی اور اس وقت تک ریل میں بیٹھی رہی کہ گاڑی خالی کر کے وہ لوگ جہاں گاڑی کی جگہ تھی وہاں لے جانے لگے، وہ میرے انتظار میں رہی کہ شاید ابھی آجائے تو ریل میں سے اتر کر نیچے جاؤں۔ خیر پھر اس کو اتار کر سٹیشن پر بٹھا دیا گیا وہ شام تک بیٹھی رہی، شام کو ایک ریلوے کا ملازم اسے اپنے گھر لے گیا۔ وہ وہاں رہی، روز روتی رہی کہ اس کے پاس صرف ایک قرآن ہے، ایک مصلّی ہے اور کچھ نہیں ہے اور ٹکٹ بھی دونوں میرے پاس تھے۔ ایک تار مجھے دہلی سے گیا کہ فلاں شخص کے گھر میں کلکتہ میں تمہاری بیوی ظہور النساء ہے، اسے لے آؤ اور انہوں نے روپیہ گھر سے بھیج دیا۔ اب تعجب یہ ہے کہ جس روز میں یہاں سے یعنی کوئل سے کلکتہ کو سوار ہوا اُسی روز رات کو ظہور النساء کلکتہ سے دہلی روانہ ہوگئی مگر ریلوے ملازم نے گاڑی کا نمبر وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے روز کلکتہ پہنچا اور اس کو نہ پایا، افسوس ہوا۔ پھر سوگیا اور واپسی تار دیا کہ فلاں گاڑی سے ظہور النساء آ رہی ہے تم اسے اتار کر مجھے واپس تار دو کہ پہنچ گئی ہے تب مَیں یہاں سے روانہ ہوں گا۔ مَیں سو رہا تھا کہ مجھے گھر کا تار ملا کہ ظہور النساء آ گئی ہے، چلے آؤ۔ پھر مَیں کلکتہ سے دہلی واپس آ گیا۔ یہ حضرت صاحب کی دعا کا نتیجہ تھا اس کے بعد میں ایک دفعہ جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے حضور سے عرض بھی کی تھی کہ اس بیچارہ کی بیوی چلی گئی ہے حضور دعا فرمائیں۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 صفحہ 358 تا 360)

حضور علیہ السلام کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں: ’’ایک روز 1895ء یا 1896ء کی بات ہے حضرت صاحب اور مولوی صاحبان یعنی نور الدین صاحبؓ، مولوی عبدالکریم صاحبؓ، مولوی محمد احسن صاحب اور چند دوست جن میں مَیں بھی تھا، گول

بقیہ صفحہ 3 پر

حماد احمد ریحان

خدمت دین کی اہمیت وفضیلت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص پنڈت شنکر داس نے مسجد اقصیٰ قادیان سے ملحقہ رستہ کے ساتھ ایک وسیع اور بلند و بالا وعمارت تعمیر کروائی اور پھر اس عمارت میں اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کر لی۔ یہ عمارت مسجد اور دارالمسیح کے قریب تھی اس لئے ہر آنے جانے والے کا اس عمارت کی طرف دھیان جانا اور اس کو فکر وتشویش کی نگاہ سے دیکھنا لازمی امر تھا۔ جب اس بات کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا تو آپؑ نے الٰہی علم کے مطابق فرمایا کہ یہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ شاہی کیمپ کے پاس کوئی شخص نہیں ٹھہر سکتا۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا اس وقت یہ گھر خوب آباد تھا اور اس کے مکین نہائت خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن بعد ازاں اس خاندان پر ایسا ادبار آیا کہ ان کی مالی حالت سال بہ سال بد سے بدتر ہوتی گئی۔ یہاں تک کے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں سال 1932ء کے دوران یہ عمارت سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خریدنے کی توفیق حاصل ہوئی اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر جو مختلف جگہوں پر تھے وہ اس عمارت میں منتقل ہو گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک بڑا نشان تھا جو ظاہر ہوا۔

اس عمارت کی افتتاح کے موقع پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کی آئندہ ترقیات کے ذکر پر مبنی ایک پُرمعارف خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دو الہامات کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

میں نے اس مکان کے دروازہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دو الہام لکھنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس وقت انہی کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ الہام ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک تو سلسلہ کے کاموں کی ابتدائی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرا انتہائی کی طرف۔ جب مجھ سے دریافت کیا گیا کہ میں کوئی ایسا الہام بتاؤں جسے اس مکان کے دروازہ پر لکھا جائے تو معاً میرے دل میں یہ الہام ڈالے گئے۔ پہلا الہام یہ ہے

ینصرك رجال نوحي اليهم من السماء

(تذکرہ صفحہ 50 ایڈیشن چہارم)

اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتا ہے۔ تیری مدد ایسے آدمی کریں گے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی کریں گے۔۔

(انوار العلوم جلد 12صفحہ 501-502)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں:۔

اول یہ کہ جب فرمایا۔ ینصرک رجال۔ تو اس میں یہ بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عظیم الشان کام کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ معمولی کام جسے کوئی اکیلا کر سکے اس کے سرانجام دینے کے لئے دوسرے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو اُس وقت جب کہ اپنے گاؤں کے لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نہ جانتے تھے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ کو ایسے کام پر مامور کیا جائے گا جسے اکیلا نہ کر سکے گا۔ بلکہ اس کے کرنے کیلئے بہت سے مددگاروں کی ضرورت ہو گی۔ یہ بات سلسلہ کی عظمت اور وسعت پر دلالت کرتی ہے۔

دوسرا مفہوم ینصرک میں ک ضمیر میں یہ بتایا کہ قومی کارکن عام طور پر ایسے ملتے ہیں جو خود غرضی سے کام کرتے ہیں۔ ایک شخص جو فوج میں بھرتی ہوتا ہے مگر اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ سپاہی سے لانس، لانس سے نائیک، نائیک سے حوالدار، حوالدار سے جمعدار اور جمعدار سے صوبیدار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فرمایا کہ اہم تمہاری امداد کے لئے ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیں گے جو اپنی ذات کیلئے کسی قسم کی بڑائی نہیں چاہیں گے بلکہ اس کام کو کریں گے جس پر تجھے مقرر کیا گیا ہے۔ گویا اس میں پیشگوئی ہے کہ ایسے لوگ اس لئے پیدا کئے جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لگائی ہوئی داغ بیل کو قائم کریں۔ پھر فرماتا ہے۔

ینصرك رجال یہاں رجال کا لفظ رجولیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ یعنی ایسے آدمی کھڑے کئے جائیں گے جو کام کرنے کی اہلیت اور قابلیت رکھیں گے۔ پھر فرمایا۔

ینصرك رجال نوحي اليهم من السماء اس میں چوتھی بات یہ بیان کی کہ آئندہ زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو الہام اور وحی سے کھڑے ہوں گے۔ من السماء اس لئے فرمایا کہ وحی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک قلبی وحی ہوتے ہے جیسے مکھی کو ہوتی ہے۔ من السمائ کہہ کر اس بات پر زور دیا کہ وہ وحی آسمان سے نازل ہو گی۔ کئی وحیوں کے سامان دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر اس کے متعلق فرمایا۔

ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ یعنی سلسلہ الہام کثرت سے جاری ہو گا۔

اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بھی ظاہر ہے۔ کسی مجدد کے ماننے والے الہام کے ذریعہ نہیں کھڑے ہوتے۔ یہ خصوصیت انبیاء کے ہی ماننے والوں کیلئے ہے۔

غرض اتنی باتیں اس الہام میں بتائی گئی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کے کام کے درجے ہوتے ہیں اور جب اس کا درجہ بیان کیا جاتا ہے تو انتہائی بیان کیا جاتا ہے۔ اس الہام میں بھی انتہائی درجہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا نوحی الیھم من السمائ ان پر آسمان سے وحی نازل ہو گی مگر وہ بھی ہوسکتے ہیں جنہیں وحی من السمائ نہ ہو لیکن وحی من الارض ہو ان کے دلوں میں تحریک ہو اور وہ اس کام کیلئے کھڑے ہو جائیں۔

(انوار العلوم جلد 12صفحہ 502-503)

حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ۔ غرض اس الہام میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس الہام کو لکھنے کے لئے کہا تھا تا کارکنوں کو معلوم ہو کہ جو (خدمت دین کا) کام وہ کرتے ہیں وہ وحی الٰہی کے ماتحت ہے۔ خواہ وہ وحی ان کو براہ راست نہ ہو بلکہ دوسروں کو ہو۔ حدیث میں آتا ہے۔ بعض کو وحی ہوتی ہے اور بعض کے لئے وحی کی جاتی ہے۔ (ترمذی ابواب الرویا باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات) غرض خدا تعالیٰ اپنے خاص کاموں کے لئے لوگوں کو تحریک کیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں یہی بات بیان کی گئی اور میں نے یہ الہام لکھا کر کارکنوں کو توجہ دلائی کہ ان کا کام کتنا مقدس اور کتنا اہم ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کس قسم کی امید رکھتا ہے۔

اول تو یہ کہ ان کا کام لغو اور بے فائدہ نہ ہو۔ بلکہ ایسا ہو جس سے نصرت حاصل ہو۔ اگر ان کے کام سے سلسلہ کی نصرت نہیں ہوتی تو ایسے کام سے کوئی فائدہ نہیں۔ پس ان کے کام ایسے نہ ہوں جو دوسروں کیلئے ٹھوکر اور نقصان کا موجب ہوں۔

دوم یہ کہ وہ اخلاص رکھتے ہوں۔ سلسلہ کے کام کو سب کاموں پر مقدم کرتے ہوں۔ سوم یہ کہ رجال ہوں۔ یعنی قوت و طاقت، عقل وفہم سے کام کرنے والے ہوں۔ چوتھے ایسے طرز سے کام کریں کہ وحی ہونے لگ جائے۔ وحی کیلئے ضروری نہیں کہ آسمان سے ہی نازل ہو یہ تو وحی کا انتہائی درجہ ہے باقی ہر قسم کی وحی اس کے اندر شامل ہے۔ جب کہ ایم۔ اے کی ڈگری میں بی۔ اے اور ایف اے۔ سب امتحان شامل ہیں تو آسمانی وحی سے نچلے درجے کی سب وحیاں اس میں آجاتی ہیں۔ جس قسم کا کوئی انسان کام کرتا ہے اس کے مطابق خفی، جلی، قلبی وحی کے ذریعہ نئے نئے طریق اسے اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے۔

(انوار العلوم جلد 12صفحہ 503-504)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ وہ وحی ترقی کرتے کرتے من السماء کے درجے تک پہنچ جائے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جو سچے دل سے اور اخلاص سے کارکن کام کریں گے ان پر وحی من السماء کا دروازہ کھول دے گا۔ یہ تو کام کی ابتدائی ہے کہ کس قسم کے لوگ سلسلہ میں آئیں گے اور کس طرح کام کریں گے۔ دوسرے الہام میں یہ مقصود بتایا کہ۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(تذکرہ صفحہ 312 ایڈیشن چہارم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ تیری تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ اب اگر دنیا میں کوئی جگہ ایسی رہ جائے جہاں آپ کا پیغام نہ پہنچا ہو تو گویا مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہر جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ پہنچائیں۔ امور عامہ، تعلیم وتربیت، قضائی وغیرہ کسی کا کام ہو یہ سب دعوت وتبلیغ کے ماتحت آجائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ''تیری تبلیغ'' کے الفاظ استعمال کر کے یہ بتایا کہ:

1. تیرے نام کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں

بقیہ صفحہ 14 پر

دعا کا تحفہ

عذاب الٰہی سے بچنے، مغفرت، نیک انجام اور وعدہ الٰہی پورا ہونے اور روز قیامت رسوائی سے بچنے کی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۴﴾

(آل عمران:194)

اے ہمارے رب! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان (دینے) کے لئے بلاتا ہے (اور کہتا ہے) کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سنی ہے پس ہم ایمان لے آئے اس لئے اے ہمارے رب! تو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملا کر) وفات دے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 9)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ٹرانسکرائب و کمپوزنگ: مدثر احمد۔ مڈغاسکر

This Week with Huzoor

نشر کردہ مورخہ 11/ مارچ 2022ء

گزشتہ ہفتہ کے دوران امریکہ کی مجالس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے اراکان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ virtual ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ نیز حضور انور نے International Association of Ahmadi Architects and Engineers (مخفف IAAAE۔یعنی احمدی آرکیٹیکٹس اور انجینئرز کی بین الاقوامی انجمن) کے سالانہ سمپوزیم سے بھی خطاب کیا۔

مورخہ 5/ مارچ 2022ء

ہفتہ کے روز کی ملاقات

ہفتہ کے روز امریکہ کی مجلس اطفال الاحمدیہ کے اراکان مسجد بیت الحمید Los Angeles (لاس اینجلس) میں اکٹھے ہوئے اور ان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ virtual ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مختصر پروگرام کے بعد، اطفال کو حضور انور کی خدمت میں مختلف موضوعات پر سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

طفل: میرا سوال ہے کہ بعض اوقات بڑے یہ کہتے ہیں کہ بچوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ پیارے حضور اس بات کو بہتر سمجھنے میں ہماری راہنمائی کریں۔

حضور انور: دیکھو، کیونکہ بچے معصوم ہوتے ہیں، اسی لئے ایسا کہا جاتا ہے اور (اس پر) ایک حدیث بھی ہے کہ کیونکہ بچے معصوم ہوتے ہیں، اس لئے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جبکہ بڑے، کہ جنہوں نے بہت سی خطائیں کی ہوئی ہوں، یا جو اپنی نمازیں پوری توجہ سے ادا نہ کرتے ہوں، یا جو دنیوی کاموں میں مگن ہوں، یا جو اپنے خالق، اللہ تعالیٰ کی طرف اُن کے جو فرائض ہیں ان کا حق ادا نہ کرتے ہوں، تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت ہی دعا کرتے ہیں کہ جب وہ ضرورتمند ہوں یا اُن کو کچھ درکار ہو۔ لیکن بچوں کا معاملہ ایسا ہے کہ وہ زیادہ تر دنیوی کاموں میں مگن نہیں ہوتے اور وہ اپنی اس عمر میں معصوم ہوتے ہیں۔ تو جب وہ اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ اُن کی دعائیں قبول کرے، تو اُن کی معصومیت کے سبب اور کیونکہ اُن کی یہ دعا اُن کے دل سے نکل رہی ہوتی ہے، تو اللہ معصوم لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ بڑے بھی کہ جو بہت نیک ہوں، وہ (بھی) معصوم ہوتے ہیں، اللہ اُن کی دعائیں بھی قبول کرتا ہے۔ لیکن آج کل کی دنیا میں زیادہ تر ہم دیکھتے ہیں کہ (بڑے) لوگ دنیوی کاموں میں مگن ہوتے ہیں جبکہ چھوٹے بچے دنیوی امور کی نسبت زیادہ نہیں جانتے اور وہ معصوم ہوتے ہیں، انہوں نے خطائیں نہیں کی ہوتیں، اسی لئے اللہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ ٹھیک ہے؟

طفل: پیارے حضور! آپ تکبر اور اعتماد میں فرق سمجھائیں اور یہ کہ کوئی اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتا ہے کہ وہ متکبر نہیں بن رہا؟

حضور انور: تکبر کیا ہوتا ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ تکبر کیا ہوتا ہے؟

طفل 2: مجھے لگتا ہے کہ تکبر کا ایک جزو بعض باتوں میں ضرورت سے زیادہ پُر اعتماد ہونا ہوتا ہے۔

حضور انور: زیادہ پُر اعتماد ہونا نہیں۔ تکبر یہ ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے اور جو کچھ بھی دوسرے لوگ کہہ رہے ہیں وہ غلط ہے۔ یہ غلط نہیں اگر آپ یہ سمجھیں کہ آپ صحیح ہیں۔ لیکن ایسا برتاؤ کرنا غلط ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ مخالف رائے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور آپ اُن کے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیں یا ایسے انداز سے بحث شروع کر دیں کہ جو مناسب نہیں۔ اور یہ کہ آپ ہمیشہ یہ سمجھیں کہ آپ ہی ہمیشہ درست ہیں۔ یہ تکبر ہے۔ جبکہ خود اعتمادی یہ ہوتی کہ جب بھی آپ بات کریں تو، آپ مؤثر دلائل سے بات کریں کہ جو کافی ہوں۔ چنانچہ اگر آپ کو یہ لگتا ہو کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، آپ کے پاس (اس کی) دلیل بھی ہے، تو آپ اپنے دلائل کو سامنے رکھ سکتے ہیں اور اگر سامنے والا شخص آپ کے دلائل مان لیتا ہے تو بہت اچھا ہے۔ لیکن اگر آپ کو علم ہو کہ آپ کو اُس موضوع کے متعلق مکمل آگاہی ہے اور آپ کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ آپ اسے ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ خود اعتمادی ہے۔ لیکن اگر آپ کسی کے ساتھ بحث کریں اور آپ کے دلائل کو قبول نہ کیا گیا ہو، یا دوسرے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیں۔ اور اس پر آپ غصہ ہو جائیں اور اُن سے جھگڑنے لگیں تو یہ تکبر ہے۔ تو یہ وہ فرق ہے۔ آپ میں اعتماد ہونا چاہئے اور خود اعتمادی کے لئے آپ کو اپنا علم بڑھانا ہوگا۔ لیکن بعض اوقات متکبر لوگوں کے پاس علم نہیں ہوتا اور اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح ہیں۔ چنانچہ وہ جو پُر اعتماد ہوتے ہیں اُن کے پاس اُن کی بات کی تائید میں علم بھی ہوتا ہے، اور چاہے کوئی آپ کے دلائل کو قبول کرے یا نہ کرے، آپ کو معلوم ہوتا ہے، آپ اُس موضوع کے متعلق باخبر ہیں۔ نیز بجائے لڑنے اور جھگڑنے کے یا اُن سے بحث کرنے کے آپ رُک جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے، تم جو بھی کہہ رہے ہو، میں مان جاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان کیا ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ تھا جو اپنے ہاتھ سے قرآن کریم لکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس کے پاس ایک عالم آیا اور اُس نے بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کریم دیکھا۔ اُس عالم نے بادشاہ کو کہا کہ تم نے یہ لفظ صحیح نہیں لکھا۔ تو بادشاہ نے صرف اُس لفظ کے گرد گول دائرہ بنا دیا اور جب وہ نام نہاد عالم چلا گیا تو بادشاہ نے اُس گول دائرہ کو مٹا دیا۔ جو لوگ بادشاہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیوں پہلے اس لفظ پر گول دائرہ لگایا اور اب اسے مٹا دیا ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ میں نے یہ لفظ ٹھیک لکھا تھا۔ میں درستگی پر تھا۔ لیکن اُس نام نہاد عالم کا خیال تھا کہ وہ صحیح ہے تو میں نے بجائے اُس سے بحث کرنے کے اِس لفظ کے گرد گول دائرہ بنا دیا تا کہ وہ بھی خوش رہے کہ میں نے اُس کا نشان لگا دیا ہے۔ نہ ہی اُس نے غلط انداز میں بحث کی اور نہ ہی تکبر دکھایا بلکہ بادشاہ نے اعلیٰ درجہ کی عاجزی دکھائی۔ بادشاہ ہونے کے باوجود اُس نے بحث نہیں کی۔ تو یہ خود اعتمادی ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیسے تکبر سے بچ سکتے ہیں۔

طفل 3: میرا سوال ہے کہ ہم کس طرح زیادہ خوش رہ سکتے ہیں؟

حضور انور: تمہاری عمر کیا ہے؟

طفل 3: نو سال۔

حضور انور: نوسال! آپ کو ہمیشہ مطمئن رہنا چاہئے۔ ہمیشہ یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی چیزوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی صحت عطا کی ہے اور آپ کو اچھی جسامت عطا کی ہے اور آپ کو خوبصورت شکل عطا کی ہے اور آپ کی قوت بصیرت بھی اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کان عطا کئے ہیں جس سے آپ سن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منہ اور زبان دیئے ہیں جس کے ذریعہ سے آپ اچھی بات کر سکتے ہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں اور اُس (اللہ) نے آپ کو تمام سہولیات عطا کی ہیں اور اس نے آپ کو مواقع میسر کئے ہیں کہ سکول جا سکیں اور اپنے آپ کو تعلیم یافتہ بنائیں۔ اُس (اللہ) نے آپ کو اچھے والدین دیئے ہیں اور اچھے بہن بھائی۔ تو یہ امور آپ کو خوشی دیتے ہیں۔ کیا آپ کے بہن بھائی ہیں؟

طفل 3: جی میرے دو چھوٹے بھائی ہیں۔

حضور انور: اگر وہ آپ سے اچھا سلوک نہ بھی کریں تب بھی ہمیشہ خوش رہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے آپ کو بے شمار چیزیں دی ہیں۔ دیکھو اس دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکے بنیادی حقوق بھی سلب ہو رہے ہیں۔ اُن کو اتنا کھانا بھی نہیں ملتا کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ انہیں سکول جانے کا موقع نہیں ملتا۔ کبھی کبھی وہ تالاب کا گندہ پانی پیتے ہیں۔ جبکہ آپ بوتل یا اپنے نلکے سے صاف پانی پی رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے آپ کو بے شمار چیزوں سے نوازا ہے تو آپ خوش ہوں گے۔ اور اگر آپ اللہ کے شکر گزار رہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے گا۔ ٹھیک ہے؟ ہمیشہ اُن لوگوں کی طرف دیکھیں جو ان تمام سہولیات سے محروم ہیں۔ جبکہ آپ کو یہ تمام چیزیں میسر ہیں۔ دیکھیں، اسی لئے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مذہب، تقویٰ، نیکی کا معاملہ ہو تو ہمیشہ اُن لوگوں کی طرف دیکھو جو تم سے بہتر ہوں۔ اور جب دنیوی امور کا معاملہ ہو تو ہمیشہ اُن لوگوں کی طرف دیکھو جو آپ سے نیچے ہوں، ایسے لوگ جن کے پاس آپ سے کم سہولیات ہوں۔ یہ بات آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنائے گی اور تم خوش رہو گے۔ ٹھیک ہے؟

خطاب

بعد ازاں، اسی روز، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے IAAAE کے انٹرنیشنل سمپوزیم سے اختتامی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں حضور نے اُن دوررس اور تباہ کن اثرات سے انتباہ فرمایا کہ جو اگر Ukraine (یوکرین) کے حالات مزید خراب ہونے پر پیدا ہو سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ:

’’اگر عالمی جنگ ہوتی ہے تو یہ احمدی مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی کہ معاشرے کی از سر نو تعمیر کریں۔ جہاں ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ دنیاوی راہنما عقل سے کام لیں اور قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے جنگ کے امکانات کو کم کریں۔ ہمیں لازماً تیار بھی رہنا چاہئے کہ معاشرہ کی دوبارہ تعمیر میں کلیدی کردار ادا کریں۔ اگر، اللہ نہ کرے، اس طرح کے خطرناک حالات کبھی ہمارے سامنے پیدا ہوں، یقیناً ایسی جنگ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات میں دنیا کی آہستہ آہستہ تعمیر نو میں انسانیت کو تاریخی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اور یہ بطور احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہوگی کہ اس (تعمیر نو کی) کاوش میں سب سے آگے ہوں۔ اللہ نہ کرے، لیکن اگر دنیوی سیاسی طاقتیں دنیا کو جنگ اور تباہی کی بھڑکتی

ہوئی آگ میں دھکیلنے پر بضد قائم رہیں تو یہ بطور احمدی مسلمان ہمارا کام ہوگا کہ ہم اُن ٹکڑوں کو اٹھانے کے لئے اور انسانیت اور معاشرہ کے جلتے ہوئے زخموں پر ٹھنڈی مرہم پٹی رکھنے کے لئے وہاں موجود ہوں۔ یہ ہمارا فرض اور ذمہ داری ہوگی کہ معاشرہ کی از سر نو تعمیر کے لئے کوشش کریں۔ اور انسانیت کو مزید تباہی اور غم سے بچائیں۔“

مورخہ 6/ مارچ 2022ء

اتوار کے روز کی ملاقات

اگلے روز، امریکہ کی مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان کو حضور انور سے ملاقات اور آپ کی خدمت میں سوالات پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

رضوان میر صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ کس طرح ایک خادم کہ جو اس مغربی ثقافت (کہ جس میں وہ پیدا ہوا ہے) کے مشرقی ثقافت (کہ جو اُس کے والدین کی ثقافت ہے) سے متصادم ہونے کی وجہ سے (ذہنی) جد وجہد کا سامنا کر رہا ہو وہ خود کو کیسے ان دونوں (ثقافتوں) کا نتیجہ مانتے ہوئے کس طرح ایک اچھا احمدی مسلمان رہ سکتا ہے؟

حضور انور: اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اگر اسلام ایک عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، پھر وہاں ثقافت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہونا چاہئے۔مختلف ثقافتوں کے لوگ اسلام میں داخل ہونگے۔ ٹھیک ہے؟

رضوان میر صاحب: جی

حضور انور: اگر آپ سارے امریکہ کو یا امریکیوں کی اکثریت کو احمدیت کی آغوش میں لے آئیں تو کیا وہ آپ کا ایشیائی Culture اپنائیں گے؟ نہیں۔ وہ صرف اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں گے اور اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آپ اپنے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کریں۔ یعنی اُس کی عبادت کرو جیسا کہ قرآن کریم میں حکم فرمایا گیا ہے۔ یا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتلایا اور اپنے عمل سے ظاہر کیا۔ دوسرا یہ ہے کہ قرآن کریم کے احکامات و ارشادات پر عمل کریں۔ ٹھیک ہے؟ تو یہ Culture کی بات نہیں ہے۔ اپنا Culture دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اسی لئے نومبائع ہمیشہ بے چین یا پریشان ہوتے ہیں جب وہ آپ کی صحبت میں آتے ہیں یا آپ کے اجلاسات میں آتے ہیں، آپ اپنا ایشیائی Culture اُن پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آپ صرف اُنہیں اسلام کی تعلیمات کے متعلق بتانے کی کوشش کریں۔ اور سمجھائیں کہ یہ مذہب ہے اور یہ Culture ہے۔ آپ کی اپنی روایات ہیں۔ کئی ایسی ایشیائی روایات ہیں کہ جو اسلام کی تعلیمات کے برخلاف ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اسلام یہ باتیں سکھاتا ہے۔ بہت سی بدعات ہیں جو اسلام کی تعلیمات میں داخل ہوگئی ہیں اور جن کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ Culture کا حصہ ہیں۔ تو اگر آپ پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ اگر آپ اخلاقی طور پر اچھے ہیں۔ اگر آپ قرآن کریم کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔قرآن کریم میں سات سو یا سات سو سے زائد احکامات دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ اُن پر عمل کر رہے ہیں تو یہ کافی ہے۔ ورنہ آپ اسلام کا پیغام نہیں پھیلا سکتے اور تبلیغ نہیں کر سکتے۔ عرب لوگوں کی اپنی ثقافت ہے، افریقی لوگوں کی اپنی ثقافت ہے، امریکی لوگوں کی اپنی ثقافت ہے، یورپین لوگوں کی اپنی ثقافت ہے اور ایشیائی لوگوں کی اپنی ثقافت ہے۔ ایشیا ہی میں کئی ثقافتیں اور مذاہب پائے جاتے ہیں۔مثلاً ہندو ہیں اور پاکستانی ثقافت، ہندو ثقافت سے متاثر ہوئی ہے کیونکہ پرانے زمانہ میں ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آباد تھے۔ تو یہ دیکھیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ اسلامی Culture ہی اصل Culture ہے۔ ایشیائی culture نہیں۔ اور اسلامی کلچر اصل میں اسلامی تعلیمات ہی ہیں۔یعنی قرآن کریم کے تمام احکامات پر عمل کرنا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ اپنی پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ اگر آپ قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ اگر آپ اخلاقی طور پر اچھے ہیں۔ اگر آپ قرآن کریم کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر آپ بگڑے ہوئے نہیں ہیں، اگر آپ اپنے والدین اور اپنے بڑوں کی عزت کرتے ہیں جیسا کہ اُن کا حق ہے۔ اگر آپ اپنی قوم کے ساتھ سچے اور وفادار ہیں، اگر آپ جہاں کہیں بھی ہوں بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ مثلاً اگر آپ طالبعلم ہیں اور آپ ایک اچھے طالبعلم بننے کے لئے محنت سے کام کر رہے ہیں، پھر یہی آپ کا Culture ہے اور یہی تعلیم ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ احمدی ہیں اور آپ خلیفہ وقت کی طرف سے آپ کو دی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور خلیفہ وقت کے کامل فرمانبردار ہیں۔ اگر آپ اپنی بیعت کی شرائط پر پوری طرح عمل کر رہے ہیں، اگر آپ اپنی بیعت کے مقام کی عزت و تکریم کر رہے ہیں تو پھر آپ ایک اچھے احمدی مسلمان ہیں اور یہی آپ کی روایت، یہی آپ کا Culture اور یہی آپ کے لئے تعلیم ہے۔ ٹھیک ہے؟

خلیق طاہر صاحب: پیارے حضور بعض سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کا یہ نظریہ ہے کہ ہومیوپیتھی اور ہربل ادویہ صرف Placebo (پلاسی بو۔ نفسیاتی اثر والی دوائی) کا کام دیتی ہیں اور ان کا بیماریوں کے علاج میں کوئی کردار نہیں۔ بطور احمدی ہمیں اس کا کیسے جواب دینا چاہئے؟ نیز ہومیوپیتھی کے جسم پر اثرات کے بارہ میں مزید جاننے کے لئے کون سے ذرائع میسر ہیں؟

حضور انور: یہ عہد جدید کے ڈاکٹروں اور ریسرچرز کا پراپیگنڈا ہے جو ایلوپیتھی کو ترجیح دیتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کا نفسیاتی اثر ہے اور اس کا علاج سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ عہد قدیم میں ان دیسی اور ہربل ادویہ کو مریضوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور علاج کے اچھے اور امید افزا نتائج نکلتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہومیوپیتھی میں تو میرا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ دوائی کے معاملہ میں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، میں یہ نہیں مانتا کہ اس کا مجھ پر کوئی معجزانہ اثر ہے یا یہ مجھ پر کوئی معجزانہ اثر کر سکتی ہیں۔ میں اس کو بس دوائی کے طور پر لیتا ہوں اور میری بیماری کا علاج ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ کوئی تحقیق نہیں ہو رہی۔ ہومیوپیتھی میں ڈاکٹروں اور ریسرچرز کی فرانس میں اور جرمنی میں ایک تعداد ہے جو اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔ اور انڈیا میں بھی وہ نئی ادویات متعارف کروا رہے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کونسی دوائی ہمارے لئے مفید ہے۔ اگر آپ کا ایمان ہے کہ شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو اللہ تعالیٰ تو کسی بھی دوائی کے ساتھ شفا دے سکتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ کون سی دوائی مفید ہے۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دوائی لے رہے تھے تو آپ نے ہومیوپیتھی دوائی لی، پھر دیسی ہربل دوائی لی اور پھر ایلوپیتھی دوائی بھی لی، اپنی کسی بیماری کے لئے، جو بیماری بھی تھی، کوئی شخص ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے پوچھا آپ نے تینوں نسخے لئے ہیں۔ آپ کو کیا علم کہ کون سی دوائی مؤثر ہوگی۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے ان میں سے کسی ایک پر بھی اعتبار نہیں۔ میں صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں اور مجھے علم ہے کہ وہ شفا دینے والا ہے اور مجھے صرف اتنا علم ہے کہ مجھے پتہ نہیں، میں وہ نہیں جسے غیب کا علم ہو۔ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اور مجھے علم نہیں کہ کونسی دوائی میرے لئے مؤثر ہوگی۔ اسی وجہ سے میں نے تمام دوائیاں لے لی ہیں۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہومیوپیتھی میں شفا رکھی ہے تو وہ کارآمد ہوگی، اگر اُس نے ایلوپیتھی میں شفا رکھی ہے تو وہ کارآمد ہوگی اور اگر اللہ تعالیٰ نے دیسی دوائیوں میں شفا رکھی ہے تو وہ کارآمد ہوں گی۔ اس بات کا ہمارے ایمان کے ساتھ تعلق نہیں کہ ہومیوپیتھی ہی وہ واحد دوائی ہے جو کارآمد ہوگی۔ مگر ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ اہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھیں اور ہمارا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ وہ شفا دینے والا ہے۔ گو مریضوں کی ایک خاص تعداد ایسی ہے جن کا ڈاکٹرز ہسپتالوں میں طبی علاج کرتے ہیں اور وہ مجھے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی ہومیوپیتھی نسخہ ہو، تو ہمارے ڈاکٹرز کے مشورہ کے ساتھ میں اُنہیں دوائی بھجواتا ہوں۔ اور بعض اوقات وہ مؤثر ہوتی ہے۔ بعض اوقات ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ ہمارے علاج معالجے کے مطابق اس بیماری نے لمبا عرصہ رہنا تھا مگر اس کا علاج قلیل وقت میں ہوگیا ہے۔ اور یہ تو ایک معجزہ ہے۔ سو ہمیں علم نہیں کہ آیا ایلوپیتھی دوائی دعاؤں کے ساتھ کارآمد ہوئی اور وہ معجزہ اس کے نتیجہ میں رونما ہوا یا پھر ہومیوپیتھی دوائی کے نتیجہ میں۔ سو اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ہم کسی بھی دوائی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ہمارا یہ پختہ ایمان ہے کہ اللہ شفا دینے والا ہے، وہ شافی ہے۔ اسی وجہ سے میں ہمیشہ احمدی ڈاکٹرز کو

کہتا ہوں کہ جب کبھی وہ مریضوں کے لئے کوئی نسخہ لکھ رہے ہوں تو انہیں ’’ھو الشافی‘‘ لکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے، نہ کہ وہ اور نہ ہی اُن کی دوائی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دوائی کو مریضوں کے لئے شفا کا موجب بنا دے۔

زریاب فاروق صاحب: حال ہی میں سوشل میڈیا پر بعض احمدیوں نے خلیفہ وقت کی اطاعت کا بہترین نمونہ نہیں دکھایا۔ پیارے حضور ہم ایسے احمدیوں کو کیسے سمجھا سکتے ہیں کہ کامل اطاعت خلافت خلافت ایک لازمی امر ہے اور بہت سی برکتوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ بہت ہی مفید ہو گا اگر حضور انور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا نمونہ پیش کر سکیں کہ کس طرح اُنہوں نے خلفاء کی اطاعت کی؟

حضور انور: آپ چاہتے ہیں کہ میں اس پر پورا خطبہ دوں جو کہ میں دے چکا ہوں۔ میں ہمیشہ سے دیتا چلا آرہا ہوں۔ اگر آپ شرائط بیعت والی کتاب کا مطالعہ کر لیں جو میرے خطبات اور خطابات پر مشتمل ہے، اُس میں اِس سوال کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ بہر حال بات یہ ہے کہ اُن کو مذہب کی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر آپ تفصیلی جائزہ لیں تو آپ اس نتیجہ کو پہنچیں گے کہ اُن میں سے اکثر پنجوقتہ نماز ادا نہیں کرتے۔ بلکہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتے۔ وہ اُن فرائض کو ادا نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو سونپے ہیں۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے وہ خلافت کے فرمانبردار کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اُن میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو نماز ادا کرتے ہیں لیکن اُن میں دین اور اطاعت کا فہم صحیح نہیں پایا جاتا۔ آپ خدام الاحمدیہ کے عہد میں ہمیشہ دہراتے ہیں، بلکہ یہ بیعت کی بھی ایک شرط ہے، کہ آپ خلیفہ وقت کے معروف فیصلوں کی اطاعت کریں گے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت ایسے فیصلے بھی لے سکتا ہے جو معروف نہ ہوں۔ لیکن وہ اس بات میں غلطی پر ہیں۔ کیا اُن کے پاس ایسی کوئی فہرست ہے جو معروف اور غیر معروف میں امتیاز کرے، کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ غلط؟ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی نسبت استعمال ہوا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے معروف فیصلوں کی اطاعت کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ کیا اُنہوں آنحضرت ﷺ کے معروف اور غیر معروف فیصلوں کی کوئی فہرست تیار کی تھی؟ پس آپؓ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم دیا اُس کی وہ پابندی کریں گے۔ ابھی میں نے پچھلے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ اگر آپ دیکھو کہ میں قرآنی حکموں یا سنت سے ہٹ رہا ہوں تو میری راہنمائی کرنا اور میری اطاعت مت کرنا۔ لیکن اس کے علاوہ آپ کو (نافرمانی کا) کوئی حق نہیں۔ پس اس کا یہ مطلب ہے کہ خلیفہ وقت ہمیشہ قرآن کریم کے احکام اور سنت کے مطابق آپ کی راہنمائی کرتا ہے اور جب اُس نے قرآن اور سنت کے مطابق ہدایت یا راہنمائی دے دی تو آپ کے پاس نافرمانی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یا تو آپ کو ثابت کرنا ہو گا کہ آپ کے احکام، آپ کی ہدایات، آپ کی راہنمائی قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی سنت کے خلاف ہیں، یا تو آپ کو اطاعت کرنی ہو گی۔ اور اگر آپ یہ کہیں گے کہ یہ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا اور آنحضور ﷺ نے اس پر کبھی عمل نہیں کیا تو آپ کو اس کا ثبوت پیش کرنا ہو گا۔ آپ کو یہ بات خلیفہ وقت کو لکھنا ہو گا، بجائے اس کے کہ آپ باتیں پھیلائیں اور سوشل میڈیا پر لغو تبصرے کریں۔ یہ صحیح طریقہ ہے۔ مجھے بلکہ یاد ہے کہ میں نے اپنے پہلے یا دوسرے خطبہ میں یہ کہا تھا کہ اگر آپ کو مجھ میں کبھی کوئی غلطی نظر آئے تو مجھ سے سوال کریں اور میری تصحیح کی کوشش کریں۔ اگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے

وہ ٹھیک ہے تو میں آپ کو اس کا ثبوت دے دوں گا کہ میں صحیح ہوں اور اگر آپ کی بات درست ہو گی تو میں اپنی تصحیح کر لوں گا۔ لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ اِدھر اُدھر باتیں پھیلائیں۔ یہ بات میں نے خلافت کے بعد پہلے یا دوسرے خطبہ میں بیان کی تھی۔ پس میں بھی خود یہ بات کہہ چکا ہوں۔ ٹھیک ہے؟ پس معروف کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ بات جو قرآن کریم کے مطابق ہو وہ معروف کے زمرہ میں آتی ہے۔ ایک حدیث ملتی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کا ایک گروہ ایک مہم پر بھیجا گیا۔ راستہ میں انہوں نے ایک آگ جلائی۔ تو امیر قافلہ نے کہا کہ اِس آگ میں کود جاؤ۔ اُن میں سے بعض سے کہا کہ ٹھیک ہے، ہمیں کود جانا چاہئے کیونکہ یہ امیر کا حکم ہے، اس لئے اِس کی اطاعت کرنی ہو گی۔ باقیوں نے کہا کہ نہیں، یہ خود کشی ہے، ہمیں یہ نہیں کرنا چاہئے۔ پھر بھی کچھ ایسے تھے جو کودنے کے لئے تیار تھے۔ جب امیر نے دیکھا کہ یہ لوگ تو سنجیدہ ہیں تو اس نے روکا اور کہا نہیں نہیں میں تو صرف مذاق کر رہا تھا۔ جب وہ واپس لوٹے اور آنحضرت ﷺ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ لوگ ایسا کر گزرتے تو یہ غلط ہوتا۔ یہ خود کشی ہوتی۔ امیر کا یہ فیصلہ معروف نہیں تھا اور اسلام کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق نہیں تھا اور جنہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تھا انہوں نے ٹھیک فیصلہ کیا اور جو لوگ آگ میں کودنے کے لئے تیار تھے وہ غلطی پر تھے اور امیر کا یہ حکم دینا بھی غلط تھا۔ یہ اصل بات ہے کہ جو فیصلہ قرآن کی تعلیم اور سنت کے برخلاف ہو وہ معروف نہیں اور ایسے فیصلہ سے انکار کرنا آپ کا حق ہے۔ لیکن جو فیصلہ قرآن اور سنت کے مطابق ہو اُس کی اطاعت کرنا آپ پر لازم ہے۔ ٹھیک ہے؟ اگر آپ کہیں کہ فلاں بات اچھی نہیں ہے اور فلاں بات درست نہیں ہے تو آپ خلیفہ وقت کو تحریر کریں۔ آپ اُن سے دریافت کریں کہ آپ ہمیں یہ حکم کیوں دے رہے ہیں؟ آپ ہمیں اس ارشاد یا ہدایت کی تعمیل کرنے کا کیوں حکم دے رہے ہیں جبکہ وہ غلط ہے اور قرآن اور سنت کے مخالف ہے۔ پھر خلیفہ وقت یا ثابت کرے گا کہ اُس کا فیصلہ صحیح تھا یا وہ اس بات کا اعتراف کرے گا کہ ٹھیک ہے تم صحیح ہو اور پھر وہ اُس فیصلہ کو واپس لے لے گا۔ لیکن آپ کو سوشل میڈیا پر غلط باتیں پھیلانے یا لوگوں کو گمراہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ٹھیک ہے؟

عثمان مؤمن صاحب: حضور میرا سوال ہے کہ کچھ خدام و اطفال مسجد سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ اُن کے والدین اُن کو مسجد نہیں لے کر آتے۔ جب یہ ہو جاتا ہے، اِن خدام و اطفال سے تعلق بنانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس معاملہ کے متعلق پیارے حضور کی کیا راہنمائی ہے؟

حضور انور: اگر وہ اپنے والدین کی وجہ سے جماعت سے دور ہو چکے ہیں تو پھر جماعتی نظام کے تحت اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ایک مشترکہ اور مربوط کوشش ہونی چاہئے تا کہ اُن والدین یا بزرگوں کی تربیت کر سکیں۔ اُن (نظام جماعت / عہدیداران) کو اُن کی شکایات کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ عمومی طور پر والدین میں جماعت سے اس وجہ سے دوری ہو جاتی ہے کیونکہ عہدیداران سے اُن کی ذاتی رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر عہدیداران اچھے ہوں تو وہ (والدین) بھی بدل جائیں گے۔ تو عہدیداران کا کام ہے کہ وہ اُن لوگوں کے شبہات اور رنجشوں کو دور کرنے والے ہوں۔ جب اُن کی اصلاح ہو جائے گی تو بچوں کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو منصوبہ بندی کرنی چاہئے کہ اِن خدام و اطفال کے ساتھ ایک ذاتی تعلق یا دوستی ہو۔ صرف اُن کو مسجد یا میٹنگز یا اجتماعات پر آنے کے لئے نہیں کہنا بلکہ اگر آپ کی کھیلنے کی جگہیں ہوں اور آپ وہاں فٹ بال یا کسی اور کھیل کھیلنے کے لئے جمع ہوں تو آپ اُن سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ادھر کھیلنے کے لئے آجاؤ۔ تو جب وہ آپ کے پاس آنا شروع ہو جائیں گے تو وہ آپ سے ایک حد تک جُڑ جائیں گے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اُن کا جماعت سے اور آپ سے تعلق بہتر ہو جائے گا۔ تو خدام الاحمدیہ کے تمام عہدیداروں کو ایک ٹیم تشکیل دینی چاہئے تا کہ وہ لوگ جو جماعت سے اتنا زیادہ نہیں جُڑے ہیں اُن سے ذاتی روابط قائم کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقہ سے وہ آپ کے قریب آجائیں گے۔ لیکن اس سے پہلے جماعت کی مکمل انتظامیہ کے تحت ایک مربوط کوشش ہونی چاہئے یعنی جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے تحت، جس کے ذریعہ سے وہ اُن کے والدین کے شبہات اور رنجشوں کو دور کر سکیں اور لجنہ بھی یہ کرے اور اگر وہ اصلاح کر جاتے ہیں تو وہ جماعت سے جُڑ جائیں گے اور بچے بھی مسجد آنا شروع ہو جائیں گے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ بچوں کو (جماعت سے) جوڑنے میں کامیاب ہو جائیں لیکن کچھ وقت کے بعد اُن کے والدین اُن کو کہیں کہ نہیں تم کو مسجد جانے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ پندرہ سال سے کم ہوں، اگر وہ اِس سے اوپر ہوں تو وہ اپنا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہمیں پوری فیملی کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں مشترکہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ الفضل آن لائن گھانا

الوداعیہ مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ و اہلیہ محترمہ منجو بٹ آف قادیان

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

مجلس نصرت جہاں اسکیم کے تحت گھانا میں مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ ابن مکرم مولوی محمد ایوب بٹ درویش قادیان (سلمہ ربہ) و مکرمہ ڈاکٹر منجو محمود بٹ صاحبہ کو 2004ء تا فروری 2022ء مسلسل اٹھارہ سال تک گھانا میں طبی خدمات کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اب ان کا تبادلہ نور ہسپتال قادیان دارالامان میں فرمایا ہے۔ جہاں وہ طبی خدمات سلسلہ بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں مزید خدمات سلسلہ عالیہ کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

مورخہ 19 فروری 2022ء بروز ہفتہ بمقام احمدیہ مسلم مشن ہیڈ کواٹرز اکرا گھانا میں زیر صدارت مکرم مولانا نور محمد بن صالح امیر ومشنری انچارج گھانا، مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ و مکرمہ ڈاکٹر منجو محمود بٹ کا گھانا کے اعزاز الوداعی تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔

اس تاریخی اور مبارک الوداعیہ میں نائب امیر اول مکرم محمد یوسف یاسن، نائب امیر دوم مکرم عبد الوہاب عیسیٰ کے علاوہ نیشنل مجلس عاملہ گھانا کے منتخب ممبران، گھانا میں مجلس نصرت جہاں اسکیم کے تحت خدمات بجالانے والے بعض ڈاکٹر حضرات، چند مرکزی مبلغین سلسلہ،، معززین جماعت احمدیہ گھانا، ذیلی تنظیموں کے سربراہان، احمدیہ مسلم مشن ہیڈ کواٹرز کے عملہ کے بعض اراکین اور صدر لجنہ اماء اللہ گھانا و نمائندہ ممبرات لجنہ اماءاللہ گھانا نے شمولیت کی۔

اس بابرکت تقریب کا آغاز سہ پہر ساڑھے تین بجے مکرم حافظ محمد عبد اللہ ثانی امام مسجد احمدیہ اکرا ہیڈ کواٹرز کی تلاوت سے ہوا۔ بعدہ مکرم صدر مجلس و امیر ومشنری انچارج گھانا نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ و مکرمہ منجو محمود بٹ جن کے اعزاز میں اس الوداعی تقریب کا انعقاد کیا جارہا تھا، تشریف لائے اور احباب جماعت گھانا نے انہیں خوش آمدید کہا۔

بعدہ مکرم امیر ومشنری انچارج گھانا نے سپاس نامی خطاب کیا جس میں مکرم ڈاکٹر صاحب اور اور ان کی اہلیہ محترمہ کی گھانا کے مختلف مقامات میں طبی خدمات کو سراہا۔ اس سلسلہ میں بعض واقعات بھی احباب جماعت کے سامنے پیش کئے۔ ہردو ڈاکٹرز کو گھانا کے مختلف مقامات جیسے Asokore, Kaleo اور وا wa میں خدمات کی توفیق ملی۔ احمدیہ مسلم مشن ہسپتال Kaleo وا، گھانا کے اپر ویسٹ علاقہ میں واقع ہے جہاں ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ نے طویل عرصہ طبی خدمات سرانجام دیں۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا کہ جب میں 2004ء میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان گیا تھا (اس وقت آپ نائب امیر دوم تھے) اس وقت مکرم ڈاکٹر صاحب ابھی قادیان میں ہی تھے اور اس وقت سے میرا ان سے تعلق ہے گو مجھے اس وقت یہ بھی علم نہیں تھا کہ یہی ڈاکٹر صاحب گھانا میں بھی خدمات بجالانے آرہے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب 2004ء میں گھانا تشریف لائے اور آج قریباً اٹھارہ سال خدمات بجالانے کے بعد قادیان واپس جارہے ہیں۔ جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالی نے انہیں نور ہسپتال قادیان میں بطور ڈاکٹر تعینات فرمایا ہے۔ اہل گھانا ڈاکٹر صاحب کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف گھانا سے قبل کانگو اور گیمبیا میں بھی خدمات کی توفیق پاچکے ہیں۔

مکرم امیر صاحب کے سپاس نامے کے بعد 4:20 پر مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی اور اپنی اہلیہ کی جانب سے سپاس نامہ کا شکریہ ادا کیا اور گھانا میں اپنے دور کی بعض اہم یادیں اور شفایابی کے چند ایک واقعات نیز طبی خدمات کے حوالہ سے اپنے تجربات وعلاج کے طریق سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ آپ نے بتایا کہ گھانا اب میرا وطن ثانی ہے کیونکہ یہیں میرے بچے پلے بڑھے اور گھانا سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے امریکہ اور دیگر ممالک میں مقیم ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ نے مجھے سلسلہ احمدیہ کی خدمت اور وقف کے بدولت عنایت فرمایا ہے۔ جس پر ہم خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

احمدیہ ہسپتال گھانا میں مکرم ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ کے کئی مریضوں کے علاج و شفایابی کے کئی واقعات ہیں جنہیں اہل گھانا ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ دونوں حضرات نے بسااوقات ایمرجنسی کی صورت میں اپنے خون کا عطیہ دیکر بھی احمدیہ ہسپتال میں زیر علاج مریضوں کا علاج کیا۔ اور ایسا صرف احمدی واقفین ڈاکٹرز ہی کرسکتے ہیں۔ اس تقریب میں ایک مقامی احمدی مکرم محی الدین بھی موجود تھے جو کچھ سال قبل شدید بیمار ہوگئے تھے اور ہسپتالوں نے لاعلاج قرار دے کر معذرت کر لی تھی، مکرم ڈاکٹر صاحب نے احمدیہ ہسپتال اسوکورے میں ان کا طویل علاج کیا اور پرہیزی کھانا بھی پیش کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اعجازی رنگ میں شفا عطا فرمائی۔ یہ مریض جب مکرم ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج آئے تھے تو ان کی حالت نیم مردہ تھی۔ اس موقع پر انہوں نے بھی مکرم ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں اپنے دلی جذبات سے معمور اور نیک خیالات کا ظہار کیا اور کہا جس طرح شفقت پیار محبت اور عظیم حسن سلوک سے انہوں نے میرا علاج کیا ان کا شکریہ کرنے کے لئے میرے پاس کوئی الفاظ نہیں۔ ان کا یہ احسان میری موت تک میرے ساتھ رہے گا۔ ان شاءاللہ۔

پروگرام کے آخر میں مکرم امیر ومشنری انچارج صاحب گھانا نے مکرم ڈاکٹر صاحب کو حسب روایت گھانا کا روایتی مفلر (جس پر مکرم ڈاکٹر صاحب کا نام اور خوبصورت پیغام کشیدہ تھا) اور گھانین گاؤن بھی پیش کیا۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ گھانا کی نمائندہ نے مکرم ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو تحائف پیش کئے۔ علاوہ ازیں ایک مقامی دوست محی الدین صاحب (جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے) نے بھی مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کو تحائف پیش کئے۔ اس تقریب کے آخر پر معزز مہمانان اور مدعوین کو کھانا پیش کیا گیا۔ یہ تقریب دعا کے ساتھ ساڑھے چار بجے ختم ہوئی۔ آخر میں انفرادی و اجتماعی تصاویر کا سیشن ہوا۔

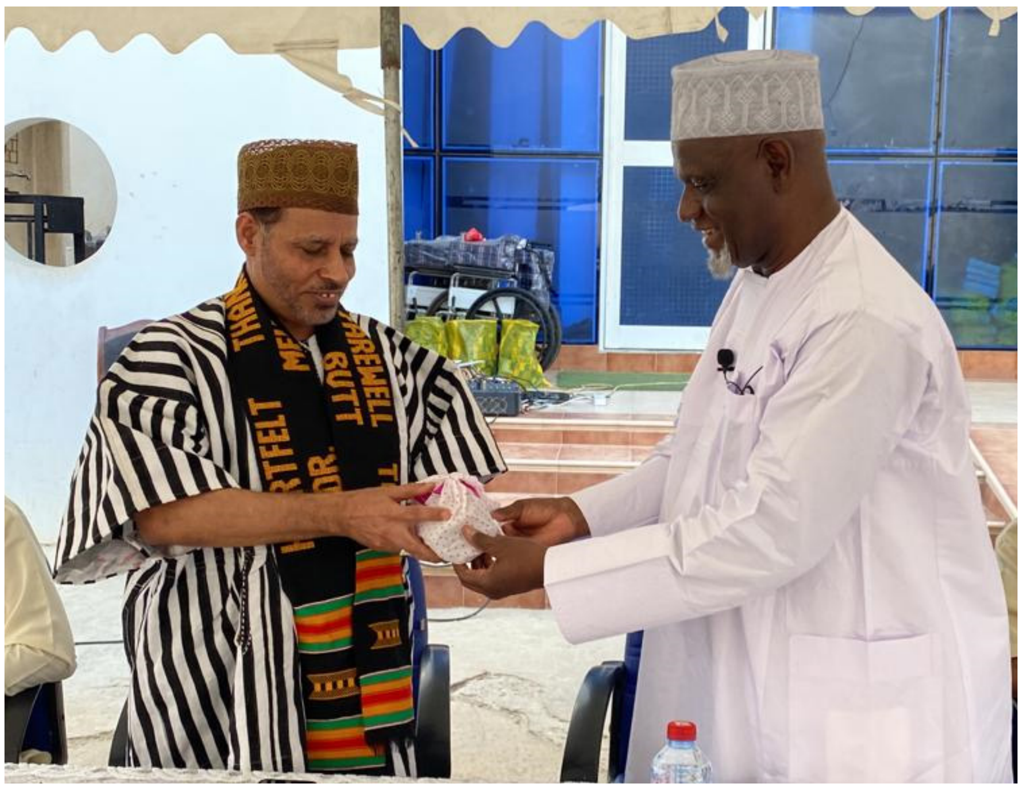

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

برکینا فاسو میں رمضان المبارک اور عید الفطر کے اجتماعات

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں اپنی آمد کے دو ہی مقاصد بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک تو حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد کی طرف نسل انسانی کو توجہ دلانا ہے۔ چنانچہ دنیا بھر کی جماعتیں سال بھر نسل انسانیت کی خدمت کے لیے ہزاروں پروگرام بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے برکینا فاسو کی جماعت بھی اسی جماعتی روایت پرعمل کرتے ہوئے سال میں سینکڑوں پروگرام بناتی ہے نیز خاص طور پر رمضان اور عید الفطر کے موقع پر ہزاروں افراد کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق ملتی ہے۔ اس سال بھی ہر ریجن نے رمضان کے مہینہ میں مختلف پروگرام کیے جن کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

ریجن واگہ ڈوگو

جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ بے سہارا اور مشکلات میں گھرے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے چنانچہ واگہ ڈوگو شہر میں رمضان کے مہینہ میں 250 کھانے کے پیکٹ شہر کی بڑی جیل میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ واگہ ڈوگو شہر کے علاقہ Pissy کے بڑے ہسپتال میں 60 سے زائد افراد میں پھل اور دیگر اشیائ تقسیم کی گئیں۔ اس کے علاوہ دو دفعہ بازار میں جاکر افطار کے وقت 250 افراد میں پانی اور کھجوریں تقسیم کی گئیں۔

اس سال واگہ ڈوگو ریجن کی 28 جماعتوں اور 19 مقامات میں عیدی کے تحائف تقسیم کیے گئے جس سے 450 سے زائد خاندان مستفید ہوئے۔

اس سال پہلی دفعہ احمدیہ کلینک کی طرف سے کلینک کے باہر افطار کا انتظام کیا گیا جس میں ٹھنڈے پانی کا سٹال اور لوکل کھانے کی چیزیں مہیا کی جاتی رہیں۔ چنانچہ سینکڑوں افراد اس سے مستفید ہوئے۔

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کی طرف سے روزانہ افطار کے وقت ٹھنڈے پانی کے ساشے تقسیم کیے جاتے رہے۔ نیز رمضان میں تین افطاریوں کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں طلباً کے علاوہ دیگر افراد بھی شامل ہوتے رہے جن کی ٹوٹل تعداد بعض اوقات 80 تک پہنچ جاتی۔

ریجن بانفورہ

جماعت احمدیہ بانفورہ کو بھی رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں مختلف پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ چنانچہ 10 جماعتوں میں روزانہ افطاری کا انتظام کیا جاتا رہا جس میں روزانہ 200 سے زائد افراد شامل ہوتے رہے۔ نیز بانفورہ شہر میں تین دفعہ افطاری کا انتظام کیا گیا جس میں کل 45 افراد شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ دس غیر احمدی ہمسائیوں کو بھی افطاری بھیجی گئی۔ اس بابرکت مہینہ میں خاص طور پر ہسپتال جاکر مریضوں کی عیادت کی گئی اور 65 مریضوں میں تحائف تقسیم کیے گئے۔ بانفورہ شہر میں روزانہ افطاری کے وقت ٹھنڈے پانی کا سٹال لگایا جاتا رہا۔ ریجن کی 20 جماعتوں میں چینی تقسیم کی گئی جس سے 600 سے زائد افراد مستفید ہوئے۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی اتھارٹیز کو جماعت احمدیہ کی طرف سے عید کے تحائف دیئے گئے۔ رمضان کے مہینہ میں دو احمدی ممبران نے ذاتی طور پر لوگوں میں چینی اور چاول تقسیم کیے جس سے 50 خاندان مستفید ہوئے۔ 5 غریب خاندانوں کی مالی مدد بھی کی گئی۔

بوبو ریجن

بوبو شہر میں ہر اتوار کو خدام الاحمدیہ کی طرف سے اجتماعی افطاری کا انتظام کروایا جاتا رہا جس میں مجموعی طور پر دو سو سے زائد خدام نے شرکت کی۔ نیز انصار کی طرف سے بھی اجتماعی افطاری کا پروگرام بنایا گیا جس میں 100 کے قریب انصار شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ لجنہ اماءاللہ نے بھی افطار پروگرام منعقد کیا۔ اس سال بھی تمام ریجن میں چینی کے تحائف تقسیم کیے گئے جس سے 500 کے قریب خاندان مستفید ہوئے۔

برومو ریجن

برومو ریجن میں 7 اجتماعی افطاری کے پروگرام کیے گئے جس میں 215 افراد شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ 15 غریب خاندانوں میں نقد رقوم تقسیم کر کے مالی مدد کی گئی۔ ریجن کی مختلف جماعتوں میں چینی تقسیم کی گئی جس سے 400 افراد مستفید ہوئے۔ اس کے علاوہ جیل میں قیدیوں کے لیے ایک بوری چاولوں کی دی گئی نیز مختلف حکومتی اور مذہبی اتھارٹیز تک بھی جماعت کی طرف سے تحائف پیش کیے گئے۔ ان اتھارٹیز میں ہائی کمشنر، میئر، جج اور مسلم کمیونٹی کے امام وغیرہ شامل ہیں۔

ددگو ریجن

ددگو ریجن میں رمضان کے مہینہ میں 19 جماعتوں کے 336 خاندانوں کی خدمت میں عید کے تحائف پیش کیے گئے۔ اس کے علاوہ 17 افراد کو نقد رقم بطور تحفہ دی گئی۔ 7 افراد کو عید کی مناسبت سے کپڑے مہیا کیے گئے۔ رمضان کے مہینہ میں 4 بکرے ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا گیا۔ 4احمدی گھرانوں میں ایک ماہ کا راشن مہیا کیا گیا۔ اس کار خیر میں حصہ لیتے ہوئے ذیلی تنظیموں نے بھی حصہ لیا۔ چنانچہ مجلس انصار اللہ ددگو کے تحت ہسپتال کا دورہ کیا گیا اور 50 مریضوں میں تحائف تقسیم کیے گئے نیز مجلس انصار اللہ ددگو نے چار تربیتی پروگرام منعقد کیے جس میں افطاری کا انتظام بھی کیا جاتا رہا چنانچہ ان پروگراموں میں 130 انصار شامل ہوئے۔ خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی روزانہ افطاری کا انتظام کیا جاتا رہا جس سے سینکڑوں خدام مستفید ہوئے۔ لجنہ اماءاللہ ددگو نے بھی ایک اجتماعی افطاری کا پروگرام بنایا۔

ددگو شہر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا اپنا ریڈیو ہے چنانچہ رمضان کے حوالے سے خاص طور پر پروگرام نشر کیے گئے۔ چنانچہ صبح تین بجے سے رات دس بجے تک ریڈیو پر پروگرام نشر کیے جاتے رہے۔

اس سال عید کے موقع پر خاص طور پر بچوں کے لیے تحائف کا انتظام بھی کیا گیا چنانچہ 4 جماعتوں میں دو سو سے زائد بچوں میں تحائف کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔

ٹونگاں ریجن

جماعتی کاموں کو وسعت دینے کے لیے ٹونگاں اور اس سے ملحقہ علاقوں کو اس سال الگ ریجن بنایا گیا ہے۔ چنانچہ اس سال یہاں بھی رمضان کے مہینہ میں مختلف پروگرام سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ چنانچہ رمضان میں 13 اجتماعی افطاری کے پروگرام بنائے گئے جس میں 143 افراد شامل ہوئے۔ نیز 12 جماعتوں کے 173 خاندانوں تک عید کے تحائف پہنچائے گئے۔ اس کے علاوہ بچوں میں بھی عیدی تقسیم کی گئی

کدگو ریجن

کدگو مشن میں روزانہ اجتماعی افطاری کا انتظام کیا گیا جس میں روزانہ 40 سے 50 افراد شامل ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ کدگو شہر کے بس سٹاپ پر افطاری کا انتظام کیا گیا جس میں ٹھنڈے پانی، کھجور اور لوکل مشروب پیش کیا گیا۔ ریجن کی 8 جماعتوں میں چینی تقسیم کی گئی جس سے 325 خاندان مستفید ہوئے۔ عید کے دن بچوں کے لیے خاص طور پر پیکٹ بنائے گئے۔ ہر پیکٹ میں بسکٹ، ٹافیاں، کیک وغیرہ پیک کیے گئے تھے۔ چنانچہ 150 بچوں میں یہ پیکٹ تقسیم کیے گئے۔

فادا ریجن

اس سال فادا ریجن میں 250 خاندانوں میں چینی تقسیم کی گئی۔ نیز روزانہ فادا مشن ہاؤس میں افطاری کا انتظام کیا جاتا رہا۔ اس کے علاوہ دیگر جماعتوں میں دس اجتماعی افطاریوں کے پروگرام کیے گئے۔ عید کی مناسبت سے مختلف اتھارٹیز میں بھی تحائف تقسیم کیے گئے۔

ریجن ٹینکوڈوگو

رمضان کے مہینہ میں ٹینکوڈوگو کے مشن میں باقاعدگی سے جماعت

کی طرف سے افطاری کا انتظام کیا گیا جس میں روزانہ 40 افراد شامل ہوتے رہے۔اس کے علاوہ دو بکرے صدقہ کیے گے جن کا گوشت 30 خاندانوں تک پہنچایا گیا۔ ریجن کی مختلف جماعتوں میں چاول اور چینی تقسیم کی گئی جس سے 320 خاندان مستفید ہوئے۔اس کے علاوہ رمضان کے مہینہ میں 30 افراد کی مالی مدد کی گئی۔ نیز بعض غیر احمدی افراد کو بھی جماعت کی طرف سے عید کے تحائف دیے گئے۔عید کے دن خاص طور پر بچو ں میں تحائف تقسیم کیے گئے۔

واہو گیا ریجن

واہو گیا ریجن میں بھی رمضان کے مہینہ میں مختلف پروگرام تشکیل دیے گئے۔ خدام الاحمدیہ کی طرف سے ہسپتال میں عیادت مریضان کا پروگرام بنایا گیا۔ اس موقع پر 50 مریضوں میں تحائف پیش کیے گئے۔ ہر پیکٹ میں کیلے، جوس اور صابن پیک کیے گئے تھے۔ واہو گیا ریجن میں دہشت گرد گروہوں کی وجہ سے کافی حالات خراب ہیں جس کی وجہ سے مختلف علاقوں سے لوگ ہجرت کر کے واہو گیا شہر آگئے ہیں چنانچہ اس بابرکت مہینہ میں دس خاندانوں میں راشن تقسیم کیا گیا۔ راشن میں چاول، چینی اور آئل شامل تھے۔عید کی نماز کے بعد بچوں میں پہلے سے تیار کردہ پیکٹ جن میں ٹافیاں بسکٹ، جوس، پنسلیں اور ربڑ وغیرہ شامل تھے تقسیم کیے گئے جس سے 50 بچے مستفید ہوئے۔اس کے علاوہ باقاعدگی سے مشن ہاؤس میں افطاری کا انتظام کیا جاتا رہا جس میں روزانہ 15 سے 20 افراد شامل ہوتے رہے۔عید کی مناسبت سے 150 خاندانوں میں چینی اور چاولوں کے تحائف تقسیم کیے گئے نیز بعض غریب خاندانوں میں نقد رقوم بھی تقسیم کی گئیں۔ اس کے علاوہ تین حکومتی عہدیداران کو بھی جماعت کی طرف سے عید کے تحائف دیے گئے۔

کایا ریجن

کایا شہر میں باقاعدگی سے روزانہ 15 سے 20 افراد کو افطاری کروائی جاتی رہی۔ نیز دو دفعہ اجتماعی افطاری کا پروگرام بنایا گیا جس سے 200 سے زائد افراد مستفید ہوئے۔اس کے علاوہ شہر میں مختلف جگہ 3 دفعہ سٹال لگا کر افطاری کا انتظام کیا گیا جس سے 600 افراد مستفید ہوئے۔کایا شہر کے ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کا پروگرام بھی بنایا گیا۔ چنانچہ اس موقع پر 50 پیکٹ تقسیم کیے گئے جن میں کھانے پینے کی اشیاء تھیں۔ہر سال کی طرح اس سال بھی ریجن کے 570 گھرانوں میں چینی تقسیم کی گئی۔ اس کے علاوہ بچوں کے لیے خاص طور پر عیدی کے پیکٹ تیار کیے گئے جس سے 900 بچے مستفید ہوئے۔

کایا ریجن کے کچھ حصہ میں بھی دہشت گرد گروہوں کی طرف سے حملہ ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے یہاں بھی نقل مکانی کی گئی ہے۔ چنانچہ ان مہاجرین کے لیے IAAAE، جماعت احمدیہ برکینا فاسو اور دیگر افراد جماعت نے مہاجرین کے 500 پانچ سو خاندانوں میں راشن تقسیم کیا جس میں چینی، چاول، آئل اور صابن پر مشتمل پیکنگ کی گئی تھی نیز 500 گھرانوں میں عید کی خوشی میں 2000 فرانک سیفا دیے گئے تا کہ وہ بھی اپنی عید بہتر طریقہ سے منا سکیں۔

ڈوری ریجن

ڈوری شہر میں 3 دفعہ اجتماعی افطاری کا پروگرام بنایا گیا جس میں 50 افراد نے شمولیت اختیار کی۔اس کے علاوہ مختلف جماعتوں میں بھی افطار کا پروگرام بنایا گیا جس میں 80 افراد شامل ہوئے۔ڈوری ریجن میں بھی کچھ سالوں سے دہشت گرد گروہوں کی طرف سے پورے ریجن میں حملے ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں۔ چنانچہ سیبا جماعت کی طرف سے دس گھرانوں کی مالی مدد کی گئی۔ اس کے علاوہ دو سو کے قریب خاندانوں تک چینی کا تحفہ پیش کیا گیا۔

پو ریجن

پو ریجن میں 9 جماعتوں کے 80 خاندانوں میں چینی کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔ اسکے علاوہ بعض افراد میں نقدی بھی تقسیم کی گئی نیز عید کے دن 55 بچوں میں خاص طور پر عیدی کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔ان پیکٹوں میں بسکٹ، ٹافیاں اور دیگر کھانے کی چیزیں تھیں۔

لیو ریجن

لیو ریجن کی 7 جماعتوں کے 154 خاندانوں میں چینی کا تحفہ تقسیم کیا گیا۔ نیز بعض خاندانوں میں راشن بھی تقسیم کیا گیا جس میں چاول اور گھی وغیرہ شامل تھے۔اس کے علاوہ 150 بچوں میں عیدی کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔

رمضان کے مہینہ میں ان کاموں کے علاوہ خاص طور تمام احمدی مساجد میں تراویح کا انتظام کیا گیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں

خواتین و حضرات اور بچے باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے۔اس کے علاوہ مساجد میں درس القرآن کا بھی اہتمام کیا گیا نیز روزانہ مساجد میں تربیتی دروس بھی جاری رہے۔ برکینا فاسو میں جماعت کے چار ریڈیو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان المبارک میں باقاعدگی سے رمضان سے متعلق پروگرام لوکل زبانوں میں نشر ہوتے رہے۔

بستان مہدی میں پہلی دفعہ عید منانا

اس سال پہلی دفعہ بستان مہدی جو کہ جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی جلسہ گاہ بھی ہے، میں 2 مئی صبح 9:30 پر نماز عید ادا کی گئی۔ چنانچہ پورے شہر اور ارد گرد کی جماعتوں سے 800سے زائد افراد نماز عید ادا کرنے بستان مہدی پہنچے۔دور کی جماعتوں سے افراد جماعت کو لیکر آنے کے لیے 5 بسوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ 42 کے قریب جماعتی اور ذاتی گاڑیوں پر افراد جماعت عید گاہ پہنچے۔بیسیوں موٹر سائیکلوں پر بھی دور کی جماعتوں سے افراد جماعت عید کے لیے پہنچے۔عید کی نماز مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے پڑھائی اور بعد میں خطبہ دیا۔عید کے بعد شاملین عید کے لیے کھانے انتظام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر 8 جرنلسٹ بھی آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ برکینا فاسو کے ایک اخبار L'express du Faso نے 3 مئی 2022 کے شمارہ میں امیر صاحب برکینا فاسو کے خطبہ کا خلاصہ شائع کیا۔ اس کے علاوہ بعض آن لائن اخبارات نے بھی یہ خبر شائع کی۔ چنانچہ tinganews.com پر 3 مئی کے اخبار میں احمدیوں کے عید منانے کا ذکر کیا گیا نیز lefaso.net نے بھی اس کا ذکر 2 مئی کو رات کے شمارہ میں کیا۔عید کے بعد بچوں میں عیدی کے پیکٹ تقسیم کیے گئے نیز نقد عیدی بھی دی گئی۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ برکینا فاسو میں پہلے مرکزی مبلغ 1990ء میں تشریف لائے تو دارالحکومت واگہ ڈوگو کے محلے کمسونگے میں کرائے کے مکان میں مشن شروع کیا اور 2004ء تک وہاں رہے اور اسی چھوٹے سے مشن میں عیدیں اور جلسہ سالانہ منعقد ہوتے رہے پھر 2004ء میں جماعت نے اپنا مشن سومگاندے میں تعمیر کیا تو 2021ء تک ادھر ہی عیدیں ہوتی رہیں۔ اس سال 2022ء کی عید الفطر بستان مہدی میں ادا کی گئی جو 37.5 ایکڑ پر مشتمل قطعہ زمین ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ رمضان افراد جماعت میں ایک نیک تبدیلی پیدا کرنے والا ثابت ہو اور افراد جماعت تقویٰ میں بڑھتے چلے جائیں۔ آمین

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 47

گزشتہ سبق میں ہم نے افعال کی مجہول شکل کی تفصیلات پر بات شروع کی تھی اسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے ہم مزید آگے بڑھتے ہیں۔

طبعی طور پہ مجہول، افعال معدولہ

افعال معدولہ ایسے افعال یعنی Verbs ہوتے ہیں جو کسی کام کا کرنا ظاہر نہیں کرتے بلکہ صرف کسی کام کا ہونا ظاہر کرتے ہیں جیسے پٹنا، لٹنا، پلنا، کھلنا، بٹنا (تقسیم ہونا)، چھدنا، سجنا، کٹنا، سلنا وغیرہ۔ یہ افعال Verbs اپنی ذات ہی میں مجہول Passive Voice ہوتے ہیں۔

جیسے وہ پٹا He was beaten

اس فقرے میں وہ فاعل نہیں ہے بلکہ فاعل نامعلوم ہے اور وہ مفعول ہے۔ اسی طرح آٹا تلا۔ ظاہر ہے آٹا خودبخود تو تلتا نہیں تو تولنے والا کوئی اور ہے۔ اس لئے آٹا فاعل نہیں۔ اسی طرح کپڑے سلے، روپے بٹے، گھوڑا لدا، کان چھدا، دروازہ کھلا، لکڑی کٹی وغیرہ افعال معدولہ کی مزید مثالیں ہیں جو اپنی اصل حالت میں ہی مجہول ہوتے ہیں۔

فعل لازم اور شکل مجہول

اس سے قبل کے ہم فعل لازم کی شکل مجہول پر غور کریں۔فعل لازم کی تعریف دیکھتے ہیں۔فعل لازم وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے اور بس۔ جیسے احمد آیا۔ کھانا پکا۔ مکان سجا۔ اب دیکھتے ہیں کہ فعل لازم مجہول کیسے بنتا ہے۔ مثالیں دیکھتے ہیں: مجھ سے وہاں جاکر آیا نہ گیا۔ مجھ سے اتنی دور نہیں چلا جاتا۔ مجھ سے آیا نہیں جاتا۔لیکن یہ صورت ہمیشہ نفی کے ساتھ آتی ہے اور اس کے معنی بھی خاص ہیں یعنی یہ ہمیشہ اس وقت استعمال ہوتا جبکہ ایک شخص کسی کام کو کرنا نہیں چاہتا، یا وہ اس کام کو کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔

انہیں معنوں میں افعال متعدی Transitive Verbs بھی شکل مجہول میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: مجھ سے کھانا کھایا نہ گیا۔ اس مثال میں فعل جانا بطور مجہول گیا کی شکل میں استعمال ہوا ہے جو کہ مجہول ہے اور وہ سکنا کے معنی دے رہا ہے۔یعنی مجھ سے کھانا کھایا نہ جا سکا۔ لیکن بعض دوسری صورتوں میں جانا بطور فعل امدادی Helping Verb دوسرے افعال Verbs کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: کھاجانا، ڈر جانا، اٹھ جانا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ افعال کی یہ شکل مجہول شکل نہیں ہے یعنی یہ Passive Voice نہیں ہیں۔

افعال کی نفی

1. افعال Verbs کے شروع میں نہ یا نہیں لگانے سے فعل منفی ہوجاتا ہے۔

مثلاً: وہ اب تک نہیں آیا۔ تم کل کیوں نہیں آئے۔ اُسے کچھ نہ ملا۔

بعض اوقات نہیں فقرے کے دوسرے حصے میں آتا ہے جیسے میں تمام دن انتظار کرتا رہا مگر وہ آیا ہی نہیں۔

2. نہ اور نہیں کے استعمال میں فرق ہے۔ ماضی شرطیہ Past conditional اور مضارع یعنی فعل Verb کی ایسی شکل جو حال اور مستقبل دونوں معنی دے، کے ساتھ نہیں استعمال نہیں ہوتا بلکہ نہ استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں: اگر وہ نہ آتا تو خوب ہوتا (اچھا ہوتا)۔ اگر بارش نہ ہوتی تو ہم میچ کھیل لیتے۔ اگر آپ اسے تنگ نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔

مضارع کی مثالیں: وہ نہ آئے تو میں کیا کروں۔ کوئی نہ منائے تو وہ کیسے مانے۔ مصرعہ: تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا۔

3. جملہ شرطیہ کے دوسرے حصے میں بھی نہیں استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے: اگر وہ آتا تو اچھا نہ ہوتا۔ اسی طرح ماضی مطلق Past Indefinite میں شرط یعنی If clause کے ساتھ بھی اکثر نہیں استعمال نہیں کیا جاتا۔ جیسے: اگر اس نے ہمارا مطالبہ نہ مانا تو کیا ہوگا۔

حال امر یہ Present Tense imperative verb کی نفی Negative form بنانے کے لئے نہ اور مت دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: نہ کر، مت کر۔ مت میں مزید تاکید پائی جاتی ہے۔

4. ماضی مطلق Past Indefinite کے ساتھ عموماً نہیں آتا ہے لیکن بعض اوقات نہ ہی استعمال ہوتا ہے۔ نہ ہی دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے نہ ہی ان لوگوں نے رابطہ کیا نہ ہم ہی گئے۔ اور دوسری شکل میں: نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ یعنی نہ اور ہی کے درمیان فاعل، اسم وغیرہ آتے ہیں۔

5. جب ماضی احتمالی Past Conditional کی آخری علامت تا موجود نہ ہو تو نفی کے لئے ہمیشہ نہ استعمال ہوگا۔ جیسے: اگر میں گھر سے چھتری لے کر نکلتا تو نہ بھیگتا۔ ممکن ہے مسلمانوں سے ناانصافی نہ ہوئی ہوتی تو تقسیم ہند Partition of sub-continent بھی نہ ہوتی۔

6. فعل مستقبل Future Tense کے منفی جملوں میں اگر مصدر Infinitive کے بعد کا، کی کے ہو تو بظاہر نفی کا جملہ، مستقبل کے معنی دیتا ہے اور ایسے جملوں میں ہمیشہ نہیں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: میں نہیں آنے کا۔ یہ سوغات نہیں بکنے کی۔ آپ لوگوں میں اتفاق نہیں ہونے کا۔ وغیرہ

7. حال مطلق Present Indefinite کے نفی کے جملوں میں آخری علامت ہے یا ہیں ختم کردی جاتی ہے اور نہیں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: میں نہیں کھاتا یہ سبزی۔ روز روز کوئی نہیں آتا۔ آپ کسی اور سے کہیں مجھ سے نہیں کہا جاتا۔

کوئی صورت نظر نہیں آتی
کوئی امید بر نہیں آتی

لیکن جب کسی جملے کے دونوں حصوں میں نفی ہو تو نہ لکھنا چاہیے۔ اور اس صورت میں جملے کے آخر میں آنے والا امدادی فعل Helping Verb (ہے یا ہیں) ہٹایا نہیں جاتا۔ جیسے: نہ خود آتا ہے، نہ دوسروں کو آنے دیتا ہے۔ نہ خود نماز پڑھتا ہے نہ بچوں کو تلقین کرتا ہے۔

اسی طرح حال تمام Present Perfect میں بھی نہیں استعمال ہوتا ہے اور آخری امدادی فعل Helping Verb یعنی (ہے یا ہیں) گر جاتا ہے۔ جیسے یہ کہنے کی بجائے کہ وہ اب تک نہیں آیا ہے۔ ہم کہیں گے وہ اب تک نہیں آیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے۔ اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو! کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے یہ میں ازخود نہیں کہتا، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کردی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے انت منی وانا منک بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 243 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

احمدی بروز: حضرت محمد ﷺ کی جمالی شان کا ظہور، آنحضرت ﷺ کا نام احمد آپ کی تعلیمات کے حسن کا مظہر ہے۔ اور حسن سے ایک مراد یہ کہ آپ کی تعلیمات دنیا کے تمام علوم کے حسین پہلوؤں کی جامع ہوں گی اور ان کی تصدیق کرنے والی ہوں گی۔ یہی وہ کام تھا جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ ایک احمدی بروز بن کر مبعوث ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تقریر وتصنیف کے ذریعے اسلامی تعلیمات کا حسن کامل تفاصیل اور دلائل کے ساتھ بیان فرمایا اور ثابت کیا کہ قرآن شریف کی تعلیمات اور فلسفے کو دنیا کے ہر فلسفے اور نظریے پر نہ صرف فوقیت حاصل ہے بلکہ قرآن شریف بطور مصدق کے ہے۔

تکذیب: یعنی کسی چیز کے بارے میں دلیل کی روشنی میں یا بنا کسی دلیل کے تسلیم کرنا یا اعلان کرنا کہ وہ غلط ہے۔

لازم آنا: کوئی اور اختیار نہ رہنا۔

الحمد سے والناس تک: یعنی مکمل قرآن شریف۔

آسان امر: An easy task امر ویسے حکم کو بھی کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد معاملہ یا کام ہے۔

ازخود: From one's own mind یعنی بے بنیاد ایسی بات جو کسی کا ذاتی خیال یا نظریہ ہو۔

مجھے چھوڑے گا: یعنی جو مجھے نظرانداز کرے گا، میرے دعوے اور اس کے دلائل پر غور نہیں کرے گا۔

زبان سے: Verbally

عمل سے: Practically

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں۔

14 مئی 2022ء کے شمارے میں مکرم محمد عمر تماپوری انڈیا کا مضمون ’’اردو صحافت کے 200 سال اور احمدیہ جماعت کی صحافتی خدمات‘‘ بہت پسند آیا۔ بہت معلوماتی اور جامع (comprehensive) ایمان افروز مضمون ہے۔

الفضل کا اجراء خلافت اولیٰ میں حضرت خلیفة المسیح الاولؓ کی اجازت سے ہوا اور اس اخبار کا نام بھی (فضل اور پھر الفضل) حضرت خلیفة المسیح الاولؓ نے عطا فرمایا۔ حضرت مصلح موعود خلیفة المسیح الثانیؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام کے بعد آپؓ کے سب سے بڑے مداح تھے فرمایا:

ملے ہم کو وہ استاد و خلیفہ
کہ سارے کہہ اٹھے نور علی نور

روزنامہ الفضل ربوہ پر پابندی اور الفضل آن لائن لندن کے دوران interim period میں stop gap arrangement کے طور پر ’’گلدستہ علم و ادب‘‘ جاری ہوا۔ اس کا ذکر بھی ہونا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ الفضل آن لائن لندن کو خوب سے خوب تر کرتا چلا جائے اور نئے نئے علوم و معارف سامنے آتے رہیں۔

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 6 مئی کی اشاعت میں مضمون ’’نایاب ہوتے پانی کی قدر کریں‘‘ جہاں پانی کے ضیاع پر پند و نصائح لیے ہوئے تھا وہیں امة الباری صاحبہ نے اپنے ساتھ مجھے بھی صحنِ ماضی میں لا کھڑا کیا۔ جہاں ناصرف یادوں کے دریچے ایک ایک کر کے کھلے بلکہ آگہی کا یہ در بھی وَا ہوا کہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت مشکل وقت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے تا کہ انسان مقامِ شکر پر ایک ہی جگہ کھڑا نہ رہے بلکہ آگے قدم بڑھاتا جائے۔

خاکسار کی بھی بچپن کی یادوں میں ہینڈ پمپ (نلکا) کی یادداشت موجود ہے۔ ہمارے ہاں یہ نلکا غسل خانہ میں نصب تھا۔ جس کو ناصرف ہم بلکہ محلے کے وہ لوگ بھی استعمال کرتے جن کے گھروں میں یہ سہولت موجود نہ تھی۔ ہینڈ پمپ چلانا کبھی تو ہمارے مشاغل میں شامل ہوتا اور کبھی یہ کام بطور ڈیوٹی کیا جاتا۔ نلکے کا یہ پانی کھارا پانی کہلاتا تھا جو کہ پینے کے قابل نہیں تھا۔ میٹھے پانی کا ایک نلکا رائے ونڈ اسٹیشن پر نصب تھا جہاں سے ماشکی یہ پانی اپنی مشک میں بھر کر معمولی اجرت کے بدلے مختلف گھروں میں پہنچاتے تھے۔ پھر زمانہ کی ترقی کے ساتھ ہینڈ پمپ کی جگہ بجلی کی موٹر نے لے لی جس کے ذریعے زیرِ زمین پانی کو چھت پر رکھی ٹینکی میں پہنچایا جاتا۔ اس کے بھرنے کا پتہ لگانے کے لئے عموماً ٹینکی کے اوپری حصہ پر ایک سوراخ کر دیا جاتا تھا جس سے نکلتا پانی ٹینکی کے بھرنے کا اعلان کرتا۔ یہ طریقہ کار ایک طرف پانی کے ضیاع تو دوسری طرف ارد گرد کو گندا کرنے کا باعث بنتا تھا۔ میرے والدِ محترم محمد اعظم ندیم نے اسکا حل یہ نکالا کہ ایک فرکی کے ذریعے رسی کا ایک سرا پلاسٹک کا فلوٹ باندھ کر ٹینکی کے اندر لٹکا دیا اور رسی کے دوسرے سرے پر لوہے کا وزن باندھ دیا اور دیوار پر ٹینکی کے سائز کے مطابق نشان لگا دیئے۔ ٹینکی میں جیسے جیسے پانی بھرتا جاتا۔ رسی کا وزن والا سرا نیچے آتا جاتا یوں ہمیں اس کے بھرنے کا اندازہ ہو جاتا سو موٹر کو بروقت بند کر کے پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جاتا۔ اس طریقہ کو ناصرف بہت سے لوگوں نے سراہا بلکہ اختیار بھی کیا۔

شادی کے بعد خاکسار کو پاکستان کے مختلف شہروں اور لاہور کے مختلف علاقوں میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ہر جگہ پانی کے حصول کا طریقہ مختلف تھا۔ کہیں دن کے مختلف اوقات میں سرکاری پانی کے آنے کا انتظار کرنا پڑتا اور کہیں چوبیس گھنٹے وافر پانی میسر ہوتا تاہم اسلام آباد اور ملک عمان میں اس سلسلہ میں کافی دِقت کا سامنا کرنا پڑا۔ گرمیوں میں زیرِ زمین پانی کی کمی کے باعث اکثر سرکاری پانی نہیں آتا تھا اور ٹینکی کے خالی ہونے کا اُس وقت پتہ چلتا جب نل کھولنے پر پانی کی جگہ ہوا آنے لگتی ایسے میں واٹر ٹینکر کمپنی کو کال کی جاتی جو بھاری رقم لیکر پانی مہیا کرتے۔ سو وہاں اس قیمتی پانی کو بہت احتیاط سے استعمال کیا جاتا تھا۔ عمان میں بھی اسی قسم کی صورتحال تھی مزید یہ کہ چونکہ وہاں سارا سال ہی موسم گرم ہوتا ہے۔ اسلئے قدرتی طور پر پانی گرم بلکہ شدید گرم ہوتا تھا۔ گرمیوں میں دوپہر کے وقت نہانے کا تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ بچوں کو نہلانے سے کئی گھنٹے قبل ٹب بھر کے رکھ دیتی کہ پانی کی حدت کم ہو جائے بلکہ اکثر تو ٹب میں برف ڈالا کرتی تھی تا کہ غسل فائدہ مند ہو نہ کہ دردِ سر کا باعث۔ اُس وقت حضرت داؤد علیہ السلام کی اس دعا کی سمجھ آئی جس میں آپ نے ٹھنڈے پانی کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ آج جب کہ ہم پانی کی نعمت اور سہولت سے خاطرخواہ فائدہ اٹھا رہے ہیں تو شکر اِن نعمت یہی ہے کہ ناصرف پانی کے استعمال میں اسراف سے بچیں بلکہ اپنی ضروریات کو بھی کم کرتے ہوئے اس کم ہوتے ذخیرہ کو آئندہ نسلوں اور اس سہولت سے محروم لوگوں کے لئے محفوظ بنائیں۔

اعلان نکاح

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 21 مئی 2022ء کو بعد نماز عصر، مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

• عزیزہ منیبہ ارشد بنت مکرم محمود ارشد صاحب (آسٹریلیا)
ہمراہ عزیزم مسجد علی امجد (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم امجد علی صاحب

• عزیزہ منیزہ فضل بنت مکرم فضل رحمان صاحب (لندن)
ہمراہ عزیزم مسعود طاہر (واقفِ زندگی۔ ایم ٹی اے) ابن مکرم مقصود طاہر صاحب

• عزیزہ امة النور مغل (واقفۂ نو) بنت مکرم عبدالغفار مغل صاحب (لندن)
ہمراہ عزیزم باسل محمود ابن مکرم آصف محمود صاحب (لندن)

• عزیزہ سمرا عابد بنت مکرم کریم عابد صاحب (لندن)
ہمراہ عزیزم شہریار احمد شیخ ابن مکرم عمران محمود شیخ صاحب (لندن)

ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے تمام کو مبارکباد پیش ہے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: خدمت دین کی اہمیت و فضیلت...... از صفحہ 5

گا۔یعنی اس تبلیغ کو جو تیری طرف منسوب ہو گی۔

2. یہ بتایا کہ جو تبلیغ تُو کر رہا ہے وہی تبلیغ اسلام ہے۔ اسے دنیا تک پہنچاؤں گا۔گویا اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہمارا فرض ہے۔

پس ساری دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانا ہمارا کام ہے۔مگر قرآن سے پتہ لگتا ہے کہ تمام کے تمام لوگ اسلام نہیں لائیں گے۔ادھر ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک یہ سب نہ مان لیں تمہارا کام ختم نہیں ہوتا اس لئے مطلب یہ ہوا کہ قیامت تک ہمیں کام کرنا ہے اور کسی وقت ہمیں اپنے کام کو ختم نہیں سمجھنا۔ کیونکہ کام کو ختم سمجھ لینے کی وجہ سے انسان سُست ہو جاتا ہے۔عام طور پر لوگ تکالیف اور مصائب سے گھبراتے ہیں مگر ساری کامیابی اور سب ترقی مصائب اور تکالیف سے ہی وابستہ ہوتی ہے۔اس دنیا میں انبیاء کیلئے بھی تکالیف ہوتی ہیں بلکہ ان کیلئے زیادہ ہوتی ہیں۔

پس ہمارا کام ایسا ہے جو مصائب اور تکالیف کو زیادہ کرنے والا ہے مگر یہی بات جماعت میں زندگی اور بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ جب دشمن اعتراض کرتا ہے تو غور کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نئے نئے معارف کھُلتے ہیں۔مسلمانوں نے جب تبلیغ اسلام چھوڑ دی تو سُست ہو گئے۔لیکن جب تک تبلیغ میں مصروف رہے۔ نئے نئے معارف کُھلتے رہے اور اب بھی تبلیغ میں مصروف رہنے پر کُھلتے رہیں گے۔ پس ہماری جماعت کو یہ سمجھنا چاہئے کہ جب تک دنیا میں ایک آدمی بھی اسلام سے باہر رہتا ہے ہمارا کام ختم نہیں ہوتا۔ یہ سمجھنے سے جرأت اور دلیری پیدا ہوتی ہے لیکن جب یہ مقصد سامنے نہ ہو گا تنزل اور تباہی شروع ہو جائے گی۔

عیسائیت کو دیکھ لو۔ اتنا بودا مذہب ہونے کے باوجود چونکہ عیسائی تحقیق و تدقیق جاری رکھتے ہیں اس لئے ترقی کرتے جاتے ہیں۔مگر مسلمان ایسا نہیں کرتے۔کیونکہ انہوں نے تبلیغ چھوڑ دی اس لئے تنزل کرتے گئے۔عیسائی اپنے مذہب کی جب تبلیغ کرتے ہیں اور ان پر اعتراض ہوتے ہیں تو وہ مسائل پر غور کرتے ہیں لیکن مسلمان نہ دوسروں کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں نہ کوئی اعتراض کرتا ہے اور نہ انہیں غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ہمارا مقصد یہ رکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائیں۔یعنی تمام دنیا میں تبلیغ پھیلانا ہمارا فرض ہے۔سب کارکنوں کو خواہ وہ کسی کام پر ہوں اسے مد نظر رکھنا چاہیے کہ تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے۔

اس کے بعد میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (انوار العلوم جلد 12 صفحہ 504-505)

یہ ہیں وہ خدمت دین کے معیار جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اگر ہم اس معیار پر پورا اُترنے والے ہوں گے تبھی ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد میں معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اپنی تمام تر قابلیتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں اور خلوص دل کے ساتھ جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے ہوئے خدمت دین کریں۔ہماری اکثریت ہمیں اُس وقت تک کوئی فائدہ نہیں پہنچائے جب تک ہم سچے تقویٰ اور اخلاص و وفا کے ساتھ اطاعت کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے خدمت دین کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے والے نہ بنیں گے۔

آخر پر میں غزوہ حنین کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا۔غزوہ حنین کے موقع پر جب مسلمانوں کا لشکر کفار کے مقابل پر تعداد میں زیادہ تھا اور مسلمانوں کو اپنی واضح فتح پر یقین تھا۔اس دوران جب جنگ اپنے زوروں پر تھی تو کفار کے ایک زوردار حملے سے جب اسلامی لشکر میں انتشار پیدا ہوا گیا تو رسول کریم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے کہا۔عباس آواز دو کہ اے انصار! اے بیعت رضوان میں شامل ہونے والے لوگو! خدا کا رسول تُم کو بلاتا ہے۔صحابہ کہتے ہیں جب یہ آواز ہمارے کانوں میں پہنچی تو ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارے گھوڑے میدانِ جنگ سے بھاگ چلے جا رہے تھے۔ ہم اُنہیں روکتے تھے مگر وہ رُکتے نہ تھے ہم اُونٹوں کو موڑتے تھے مگر وہ مُڑتے نہ تھے۔ جب ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ اے انصار! خدا کا رسول تُم کو بلاتا ہے تو جن کی سواریاں مُڑ سکیں اُنھوں نے اپنے پورے زور سے سواریاں موڑ لیں اور جن کی سواریاں نہ مُڑیں اُنہوں نے تلواریں نکال کر اپنے اُونٹوں اور گھوڑوں کی گردنیں کاٹ دیں اور لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَبَّيْكَ کہتے ہوئے پیدل ہی رسول کریم ﷺ کی طرف دوڑ پڑے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 10 مطبوعہ مصر 1295ھ)

پس ہم سب کو چاہئے کہ اپنے عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے جب کبھی خدمت دین کے لئے ہماری ضرورت پیش آئے تو پھر چاہے ہمارے دنیاوی اور نفسانی خواہشات کے گھوڑے کتنے ہی تیز کیوں نہ دوڑ رہے ہوں اگر ہم اُن دنیاوی خواہشات پر قابو نہ پا سکیں تو اُن دنیاوی خواہشات کا سر قلم کر کے لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں۔ اسی طرح ہم صحابہ کا نمونہ دکھانے والے بنیں گے اور خلافت احمدیہ کا سلطان نصیر وجود بننے کی ہمیں توفیق حاصل ہو گی۔

فقہی کارنر

تعداد ازدواج کی اجازت کی غرض و غایت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

یہ کہنا کہ تعداد ازدواج شہوت پرستی سے ہوتا ہے یہ بھی سراسر جاہلانہ اور متعصّبانہ خیال ہے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں کے تجربہ سے دیکھا ہے کہ جن لوگوں پر شہوت پرستی غالب ہے اگر وہ تعداد ازدواج کی مبارک رسم کے پابند ہو جائیں تب تو وہ فسق و فجور اور زنا کاری اور بدکاری سے رک جاتے ہیں اور یہ طریق ان کو متقی اور پرہیزگار بنا دیتا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 247)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

''آپ یہ کر سکتے ہیں'' یہ ایک ایسا جادوئی جملہ ہے جو کچھ نہ کر سکنے والے کو کچھ کرنے کا حوصلہ اور تھوڑی سی ہمت دِکھانے والوں کو مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ دِلاتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ہمیشہ اُن لوگوں میں سے بنیں جو حوصلہ افزائی کے ذریعے کھڑے ہوؤں کو چلنے اور چلنے والوں کو دوڑنے کا جذبہ عطا کر دیں۔

مرسلہ: ثمرہ خالد جرمنی

09 جون 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:10	19:02
مدینہ منورہ	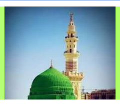	04:01	19:10
قادیان		03:43	19:33
ربوہ		03:23	19:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:19	21:16